حضرت علیؑ

کا

قرآن میں ذکر

محمد باقر حسن (لکھنوی)

ناشر

محمد باقر حسن (لندن)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : حضرت علیؑ کا قرآن میں ذکر

مؤلف : محمد باقر حسن (لکھنوی)

کمپوزنگ : مجاہد حسین حرؔ قائم گرافکس۔جامعہ علمیہ۔ڈیفنس۔کراچی
0345-2401125

اشاعت : اول۔2009ء

تعداد : 500

ہدیہ : 100 روپے

پاؤنڈ : 4 پاؤنڈ

ملنے کا پتہ

.74Bishops Park Road, London,
sw16 5ts Ph:+442086798012

رحمت اللہ بک ایجنسی

کاغذی بازار بالمقابل بڑاامام بارگاہ میٹھادر کراچی ۷۴۰۰۰

فون نمبر: 32440803،32431577

انتساب

باب مدینة العلم کی بارگاہ میں

ایک حقیر سا نذرانہ

محمد باقر حسن

تاثرات

حضرت علیؑ کا ذکر قرآن میں

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ قرآن کریم چار حصوں میں نازل ہوا ہے۔ اس کا ایک چوتھائی حصہ تو ہماری تعریف و توصیف میں نازل ہوا ہے، ایک چوتھائی حصہ ہمارے دشمنوں کی مذمت میں، ایک چوتھائی حصہ قصص و امثال پر مشتمل ہے اور ایک چوتھائی حصہ میں شریعت کے اوامر و نواہی ذکر کئے گئے ہیں جبکہ علماء و مفسرین نے مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ ثَلَاثُ مِأَةِ آيَةٍ"

یعنی حضرت علیؑ کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

محترم جناب محمد باقر حسن لکھنوی صاحب اپنے ریٹائر منٹ کے بعد سے لکھنے کی طرف کافی مائل ہوئے ہیں ابھی اپنی نئی تالیف "انبیائے قرآن" سے فراغت پائی ہی تھی کہ ایک اور کتاب لکھ ڈالی اور انبیاء کے بعد امامت کی طرف آگئے اور حق ولایت امیر المومنینؑ ادا کرتے ہوئے اب جو کتاب

لکھی ہے اس کا عنوان جمیل ہے "حضرت علیؑ کا قرآن میں ذکر" اور اس عنوان کے تحت ان تمام آیات کے تراجم جمع کر دیئے گئے ہیں جن سے فضائل امیر المومنینؑ کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ گویا قرآن و اہل بیت کا تعارف کرانے کی سعادت حاصل کی ہے۔

معبود برحق باقر حسن صاحب کی اس کاوش کو مقبول و منظور فرمائے اور ہم سب کو عرفان قرآن و اہل بیت مرحمت فرمائے۔

والسلام

سید رضا حیدر رضوی

امام جمعہ و جماعت (لندن)

پیش لفظ

جب کوئی شخص کتاب مرتب کرنا چاہتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جو علم اس نے حاصل کیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچائے اور جب کوئی مسلمان کتاب لکھنا چاہتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی کتاب میں زیادہ سے زیادہ کتاب خدا اور سنت رسولؐ سے استفادہ کرے اور اس کے اپنے الفاظ کم سے کم ہوں اور قرآن و احادیث کا ذکر زیادہ سے زیادہ ہو۔ تاکہ وہ کتاب محدود نہ رہے بلکہ لامحدود ہو جائے۔

اگر میں یوں کہوں تو بجا نہ ہو گا کہ ہر مؤلف کی خواہش ہوتی ہے علم کا حصول و تحصیل اور علم کا حصول مدینۃ العلم کے در پے جائے بغیر ممکن ہی نہیں۔ قول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا"

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

دنیا کا کوئی سا بھی علم ہو وہ اپنے عروج تک پہنچ نہیں سکتا جب تک کہ باب مدینۃ العلم سے منسلک نہ ہو جائے۔ ہم نے بھی اپنی پہلی تالیف "انبیائے قرآن" اور اسی سلسلہ کی دوسری کتاب "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں بھی اپنے الفاظ کو بہت ہی محدود رکھنے کی کوشش کی اور اب اپنی تیسری کتاب "حضرت علیؑ کا قرآن میں ذکر" میں بھی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اپنے الفاظ کو محدود رکھیں اور کلام خدا ہی کو ذکر کریں۔

قرآن مجید مدینۃ العلم پر نازل ہوا اور یقینا باب مدینۃ العلم سے ہو کر مدینۃ العلم کی بارگاہ میں شرفیاب ہوا ہو گا کیونکہ خدا کا حکم ہے کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ مولائے کائناتؑ فرماتے ہیں کہ میں قرآن کی ہر ہر آیت کی شان نزول، وجہ نزول اور مقام نزول کو بعد از رسول سب سے زیادہ جانتا ہوں۔

بہر حال ہمارا موضوع ہی ذات مولائے کائناتؑ ہیں اور ہ چاہتے

ہیں کہ ان کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو خالق کائنات سے زیادہ ان کی معرفت کس کو ہو سکتی ہے۔ لہٰذا موجودہ کتاب میں ہم آیات قرآن کریم اور ان کا ترجمہ پیش کریں گے اور بعض جگہ جہاں کہیں وضاحت کی ضرورت ہو گی تھوڑی بہت وضاحت بھی کریں گے۔ چونکہ ہم نے اس کتاب کے استفادہ کے لئے مولانا فرمان علی صاحب کے قرآن مجید سے استفادہ کیا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص تفصیل چاہتا ہے تو اسے وہاں سے یا تفاسیر کی دیگر کتب سے رجوع کرنا پڑے گا۔ کیونکہ مختصر سی کتاب میں تفصیل ممکن نہ تھی۔

خداوند قدوس کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ میری اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور اسے میری اور میرے والدین کی بخشش کا ذریعہ قرار دے۔

اللھم تقبل منا انك انت سميع الدعا

دعاؤں کا طالب

محمد باقر حسن

(لندن)

حضرت علیؑ کی حیات مبارکہ

مولود کعبہ حضرت علیؑ حضرت ابو طالبؑ کے فرزند تھے۔آپ حضرت رسول خداؐ کے بھائی، جانشین اور داماد تھے۔ حضرت فاطمہؑ سے آپ کے دو بیٹے (امام حسن و امام حسینؑ) اور دو بیٹیاں (حضرت زینب اور ام کلثومؑ) تھیں۔آپ جس طرح عالم ارواح میں نور سرور کائناتؐ کے ساتھ منسلک تھے اسی طرح کار دنیا میں بھی تاحیات شریک رہے اور ہر موقع پر تاجدار عالم کے پیش پیش رہے۔اسلام کی پہلی منزل (دعوت ذوالعشیرہ) سے لے کر جناب رسالت مآبؐ کے انتقال تک ان سے جدا نہ ہوئے۔

آپ کی نوری تخلیق خلقت سرور کائنات ﷺ کے ساتھ ساتھ پیدائش عالم و آدم سے بہت پہلے ہو چکی تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳رجب ۳۰ عام الفیل بمطابق ۶۰۰ء یوم جمعہ بمقام خانہ کعبہ ہوئی۔ آپ ماں باپ دونوں طرف سے ہاشمی تھے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے کوئی خانہ کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ کوئی ہو گا۔اس کے بارے میں علماء نے تواتر کا دعویٰ بھی کیا ہے۔(مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۴۸۳)

فاطمہ بنت اسد کو جب دردِ زہ کی تکلیف محسوس ہوئی تو آپ خانہ

کعبہ میں گئیں اور اس کا طواف کیا۔اور دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئیں اور مولود کے واسطہ سے خدا سے دعا کی ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ دیوار کعبہ شق ہو گئی اور آپ (فاطمہ بنت اسد) کعبہ میں در آئیں۔جہاں حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی۔

روایت ہے کہ آپ نے آنکھیں نہ کھولیں یہاں تک کہ تیسرے دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے علیؑ کو اپنی آغوش مبارک میں لیا تو آنکھیں کھول کر جمال رسالت پر نظر ڈالی اور اپنی زبان مبارک علیؑ کے دہن مبارک میں دی اور بقول علامہ اردبیلی زبان رسالت سے دین امامت میں بارہ چشمے جاری ہو گئے سلام کے بعد تلاوت صحیفہ آسمانی شروع کی۔

الغرض حضرت علیؑ خانہ کعبہ سے چوتھے دن باہر لائے گئے اور اس در پر حضرت علیؑ کے نام کا بورڈ نصب کر دیا گیا۔جو ہشام ابن عبد الملک کے دور تک لگا رہا۔آپ پاک و پاکیزہ، طیب و طاہر اور مختون پیدا ہوئے۔آپ نے کبھی بتوں کے سامنے سر نہ جھکایا اور نہ بت پرستی کی جس کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ ''کرم اللہ وجہ ''کہا جاتا ہے۔(نور الابصار نمبر ۷۶)

مورخین کے مطابق آپ کا نام جناب ابو طالبؑ نے اپنے جد اعلیٰ کے نام پر ''راز بدء ''اور ماں فاطمہ بنت اسد نے اپنے باپ کے نام پر ''اسد'' رکھا اور سرور کائنات ﷺ نے ''علی'' رکھا اور فاطمہ بنت اسد نے اس کی

تصدیق کی کہ ہم نے ہاتف غیبی سے یہی نام سنا تھا۔ آپ کا ایک مشہور نام حیدر بھی ہے جو آپ کی ماں نے آپ کا رکھا۔ جس کی تصدیق اس رجز سے ہو تی ہے جو آپ نے مرحب کے مقابلے میں پڑھا تھا۔

آپ کی کنیت و القاب بے شمار ہیں۔ جس میں سے ابو الحسن، ابو تراب بہت مشہور ہیں۔ جبکہ القاب میں سے سب سے مشہور امیر المومنین، المرتضیٰ، حیدر کرار اور ساقیٔ کوثر زیادہ مشہور ہیں۔

اظہار ایمان کے سلسلے میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ آپ باایمان کعبہ میں پیدا ہوئے۔ زبان رسالت لعاب دہن رسالت سے پرورش پائی۔ میدان جنگ میں کامیابیوں کے جوہر دکھا کر "کل ایمان" کی سند لی۔ اور امیر المومنین کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ " میں نے امت میں سب سے پہلے خدا کی عبادت کی اور سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔" (استعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۲)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی نے چشم زدن کے لئے بھی کفر اختیار نہ کیا۔ (سیرت حلبیہ جلد ا صفحہ ۲۷۰)

آپ کی شادی ۲ھ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر نیک اختر جناب فاطمہ زہرا= سے انجام پائی۔ دنیاوی لحاظ سے آپ ماں کی طرف سے ملکہ عرب حضرت خدیجہ ☆ کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے آپ نے یقینا جاہ و حشم دیکھا ہو گا۔ لیکن رشتۂ ازدواج میں آنے کے بعد آپ نے گھر کی ذمہ داری خود

اپنے سر لے لی۔ جبکہ باہر کا کام خود حضرت علیؑ دیکھا کرتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علی کے علاوہ فاطمہ کا ساری دنیا میں رہتی دنیا تک ہم کفو نہیں ہو سکتا (نور الانوار)

پھر فرماتے ہیں: مجھے خدا نے حکم دیا کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کروں۔

آپؐ نے فرمایا: ہر نبی کی نسل اس کے صلب میں ہوتی ہے لیکن میری نسل صلب علی میں سے قرار دی گئی ہے۔ (صوائق محرقہ ۷۴)

علامہ محمد ابن طلحہ شافعی نے مطالب لاسوٗل میں لکھا ہے کہ حضرت کی سیادت مسلمین اور امامت متقین جس طرح صفت ذاتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نفس قرار دے کر حضرت علیؑ کی سیادت کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

جناب فاطمہ بنت اسد نے ۱ھ بعثت میں اظہار الاسلام کیا آپ اسی سال شرف ہجرت سے مشرف ہوئیں اور ۴ھ میں آپ انتقال فرما گئیں۔ آپ کے انتقال سے جہاں حضرت علیؑ سو گوار ہوئے وہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی انتہائی رنج ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کی والدہ کو اپنی ماں کہا کرتے تھے اور اکثر ان کے ہاں جا کر رہتے تھے۔ انتقال پر آپ خود قبر کھودنے میں شریک ہوئے اور اپنے کرتے کو شریک کفن کیا اور قبر میں لیٹ کر قبر کی کشادگی کا اندازہ لگایا۔ (کنز العمال جلد ۶ نمبر ۷)

آپ کے والد حضرت ابو طالب ۳۵ ء میں بمقام مکہ پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ حضرت عبد المطلب کے انتقال کے وقت جبکہ رسول اکرم ﷺ کی عمر ۸ سال تھی۔آپ نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی اور تا حیات رسول ﷺ کی دیکھ بھال میں گزار دی اور رسول اکرم ﷺ کی جناب خدیجہ الکبریٰ کی شادی کے وقت خطبہ نکاح خود پڑھایا اور ان کا حق مہر اپنے پاس سے دیا۔آپ کا انتقال ۱۱ سنہ بعثت میں ۸۰ سال کی عمر میں ہوا۔آنحضرت ﷺ جناب ابو طالبؑ کی وفات سے انتہائی محزون ہوئے اور اس سال کا نام عام الحزن رکھ دیا۔ حضرت ابو طالبؑ کو اسلامی اصول کے مطابق دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ سیرت جلسہ)

حضرت علیؑ کے جنگی کارناموں پر اگر نظر ڈالی جائے تو آپ کی ذوالفقار ہر جگہ چمکتی نظر آتی ہے۔وہ جنگ اُحد ہو، بدر ہو، خندق ہو، یا خیبر ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علیؑ کے مقابلے میں کوئی بہادر ٹک نہ سکا۔آپؑ کی تلوار نے مرحب و عنتر، عمر بن عبد ود کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔

اسلام پر حضرت علیؑ کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کو چند سطروں میں نہیں لکھا جا سکتا ۔لہٰذا مختصراً حالات پر اکتفاء کر رہا ہوں۔ دعوت ذوالعشیرہ وہ پہلا واقعہ ہے۔جب پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے قریبی عزیزوں واقرباء کو بلا کر دعوت فکر دی اور فرمایا جو آج میرا ساتھ دے گا میرا وزیر اور خلیفہ ہوگا۔

دوسرا واقعہ شب ہجرت بستر رسول ﷺ پر سو کر آپ ﷺ کی جان بچائی بلکہ اسلام کا پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا اور تین یوم تک غار میں کھانے پینے کا انتظام بھی کیا۔

جنگ بدر میں جبکہ کل تین سو تیرہ مسلمان تھے آپؑ نے کمال جرأت کا مظاہرہ کیا۔

جنگ احد میں جب بڑے بڑے مسلمان سرور کائنات ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو آپ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی جان بچائی اور اسلام کی عزت رکھ لی۔اس کے علاوہ مختلف مقامات پر آپؑ نے تلوار کے جوہر دکھائے ۔جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آج علیؑ کی اک ضربت عبادت ثقلین سے بہتر ہے۔

حضرت علیؑ کی شان میں قرآن بھرا پڑا ہے آپ آئندہ صفحات میں مطالعہ فرمائیں گے۔اسکے علاوہ متعدد احادیث آپ سے منصوب ہیں۔مثلاً حدیث مدینہ، حدیث سقیفہ، حدیث نور، حدیث منزلت، حدیث خیبر، حدیث خندق، حدیث طیر، حدیث ثقلین اور حدیث غدیر اس کے علاوہ تفصیل کے لئے عقبات الانوار ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید کے پارہ ۲۰ رکوع ۷۔۱۰میں بصراحت موجود ہے کہ خلیفہ اور جانشین بنانے کا حق صرف خداوند کریم کو ہے اور یہی وجہ ہے کہ

جب حضرت موسیٰؑ کو دربار نمرود لے جایا گیا تو آپ نے اپنے بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی کہ اس کو میرا مددگار بنا اور جب اللہ تعالیٰ نے ہارون کو آپ کا وصی بنا دیا تو آپ ان کو ساتھ لے گئے نہ کہ اپنی مرضی سے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خداؐ نے یہ بات کہی کہ علی تمہیں مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو موسیٰ سے ہارون کو تھی۔

تمام انبیاء کا تقرر خود خداوند قدوس نے کیا اور ان کا جانشین بھی خود مقرر کیا اور کسی نبی کو یہ حق نہ دیا کہ وہ خود اپنا جانشین مقرر کریں۔ چہ جائیکہ اس کام کو خطاکار قوم پر چھوڑ دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کی واپسی کے موقع پر آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "جو حکم جو تم کو دیا گیا ہے پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا تم نے کوئی کار رسالت انجام ہی نہ دیا۔" چنانچہ ۱۸ ذی الحجۃ ۱۰ھ کو بمقام غدیر خم آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کی موجودگی میں حضرت علیؑ کی حکومت کا اعلان عام فرمایا۔ جس پر وہاں موجود افراد نے حضرت علیؑ کو مبارک باد دی۔

حضرت علیؑ کی علمی حیثیت:

حضرت علیؑ نفس رسول بھی ہیں اور آپ علم لدنی سے مالا مال تھے۔ ابو الفداء کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ اعلم الناس بالقرآن والسنن تھے یعنی تمام لوگوں سے زیادہ انہیں قرآن و حدیث کا علم تھا۔ خود سرکار کائنات

ﷺ فرماتے ہیں: "انا دار الحکمۃ وعلی بابھا"

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم فرمائے اور میں نے ہر باب سے ہزار ہزار باب پیدا کیے۔

دوسری جگہ فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے مجھے اس طرح علم عطا کیا جس طرح کبوتر اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہے۔

آپ "سلونی سلونی" کے واحد دعویدار تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے "سلونی سلونی ان تفقدونی" میری زندگی میں جو چاہو مجھ سے پوچھ لو اس سے پیشتر کہ میں تم میں نہ رہوں۔

لیکن افسوس کہ پوچھنے والوں نے پوچھا بھی تو بے تکے سوال۔ آپؑ کی علمیت سے کوئی فائدہ نہ حاصل کر سکے۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ آسمان کے بارے میں جو چاہو مجھ سے پوچھ لو کہ میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں کا علم رکھتا ہوں۔

ایک دن فرمایا کہ اگر میرے لئے مسند قضا بچھا دی جائے تو توریت والوں کو توریت سے، انجیل والوں کو انجیل سے، زبور والوں کو زبور سے اور فرقان والوں کو قرآن سے اس طرح جواب دے سکتا ہوں کہ ان کے علماء حیران رہ جائیں۔

ایک شب ابن عباس نے حضرت علیؑ سے خواہش ظاہر کی کہ بسم اللہ کی تفسیر فرمائیں۔آپؑ ساری رات بیان فرماتے رہے تاآنکہ صبح ہو گئی۔

آپ نے فرمایا: مختصراً یہ سمجھ لو کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ سورۂ حمد میں ہے اور جو سورۂ حمد میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ بائے بسم اللہ میں ہے اور جو بائے بسم اللہ میں ہے وہ نقطۂ بائے بسم اللہ میں ہے اور اے ابن عباس میں وہی نقطہ ہوں۔

طبری تحریر فرماتے ہیں کہ سرکار کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم آدم، فہم نوح، علم ابراہیم، زہد یحییٰ، صولت موسیٰ کو ان کی صفات سمیت دیکھنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ علی ابن ابی طالبؑ کے چہرۂ انور کو دیکھے۔ (نور الابصار شرح مواقف مطالب)

آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی موجود ہے۔جسکا نام انوار الاقوال ہے۔علامہ رضی نے آپ کے خطبات یکجا کئے ہیں۔جو "نہج البلاغہ" کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کی مشہور ترین تصنیف "جفر و جامعہ" ہے۔جو ایک بعید الفہم دنیا تک ہونے والے واقعات بتلاتے ہیں البتہ امام جعفر صادقؑ نے اس کے کچھ حصے کی تشریح کی ہے۔باقی بارہویں امام مہدیؑ آکر ان کو پورا کریں گے۔

ابن شہر آشوب اپنی کتاب معالم علماء میں،اور علامہ محسن صدر نے کتاب الشیعہ و فنون اسلام میں تحریر فرمایا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے

مصنف حضرت علیؑ ہیں آپ کی کتاب کا نام کتاب علی تھا۔اس کتاب میں تمام دنیاکے ہونے والے واقعات حالات مندرج تھے۔آپ نے قرآن مجید کو بھی تنزیل کے مطابق جمع کیااور دوسری بہت سی کتابیں ہیں۔اس کے علاوہ مالک اشتر کے نام آپؑ کا تحریری ہدایت نامہ بہت مشہور ہے۔اور محمد بن حنفیہؒ کے نام وصیت یہ وہ تحریریں ہیں جو ہر زمانے کے لئے مفید ہیں۔

علامہ اردبیلی تحریر فرماتے ہیں کہ "اشرف العلوم "علم الحیات ہے اور یہ حضرت علیؑ کے ہی کلام سے اقتباس ہے۔آپ ہی اس کی ابتداء اور آپ ہی اس کی انتہا ہیں۔

عقائد کے اعتبار سے اسلام میں جو مختلف فرقے ہیں۔ان میں معتزلہ بھی ہے۔اس فرقہ کا بانی اور اصل ابن عطا ہے۔جو ابو ہاشم کا شاگرد تھااور محمد حضرت کے شاگرد تھے۔دوسرا فرقہ الشعریہ ہے جو ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب ہے۔اس کی انتہا بھی حضرت علیؑ تک قرار پائی ہے۔تیسرا فرقہ امامیہ وزیدیہ ہے یہ بھی حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے۔

اسلام میں علم فقہ کا تعلق آپ سے ہی منسوب ہے اس طرح اہل سنت کے چاروں فرقے،مالکی، حنفی،شافعی اور حنبلی واسطہ یا بالواسطہ آپؑ کے شاگرد تھے۔

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت علیؑ سے مسائل میں رجوع کرتے تھے اور بارہااس بات کا اعلان کیا

کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

اسلامی علوم میں علم طریقت و حقیقت اور اصول تصوف بھی ہے اس فن کے جملہ علماء و ماہرین اپنے کو حضرت علیؑ سے منسوب کرتے ہیں۔اس کی صراحت ان لوگوں نے بھی کی ہے جو فرقہ صوفیہ کے امام اور پیشوا مانے گئے ہیں۔

ماہرین علم کو معلوم ہے کہ علم نحو کے بانی حضرت علیؑ ہیں آپ ہی نے اس کی ایجاد کی آپ ہی نے اس قوائد و ضوابط تحریر فرمائے۔اس کے قوانین ترتیب دینے کا طریقہ سیکھایا۔کہتے ہیں آپ کے ان مختصر اصول و ضوابط کو آپؑ کے معجزات میں شمار کرنا چاہیئے۔(شرح ابن ابی الحدید)

اس کے علاوہ آپ مختلف علوم پر کمال رکھتے تھے۔

معجزات:

روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ جنگ صفین سے واپس جاتے ہوئے ایک صحرا سے گزرے۔شدت گرمی کی وجہ سے آپ کا لشکر بے انتہا پیاسا تھا۔آپ سے پانی کی خواہش ظاہر کی آپ نے صحرا میں نظر دوڑائی ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا آپ اس پتھر کے پاس گئے اس کو حکم دیا کہ "بتا کہ پانی کہاں ہے" اس نے بقدرت خدا جواب دیا کہ "میرے نیچے" آپ نے لشکر حکم دیا کہ اس پتھر کو ہٹاؤ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے تو آپ نے لب

مبارک کو حرکت دی اور پھر اس پتھر پر ہاتھ مارا۔ اس پتھر کو ہاتھ مارنا تھا کہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ پانی کا چشمہ بر آمد ہوا پورا لشکر سیراب ہوا ۔آپؑ نے پھر پتھر کو حکم دیا تو پتھر اپنی جگہ سرک گیا۔

عبداللہ بن یونس کا بیان ہے کہ میں ایک سال حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں ایک نابینا حبشی خاتون کو دیکھا کہ وہ ہاتھوں کو اٹھائے اس طرح دعا کر رہی تھی۔ اے اللہ ! مجھے علی بن ابی طالبؑ کے صدقہ میں بینا بنادے۔ یہ دیکھ کر میں اس کے قریب گیا اور اس سے پوچھا۔ کیا وقعی تو علی بن ابی طالبؑ سے بہت محبت رکھتی ہے؟

اس نے کہا: بے شک میں ان پر صد ہزار جان سے قربان ہوں۔ یہ سن کر میں نے اس کو کافی دام درہم دیئے جس کو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے دینار و درہم نہیں "آنکھیں چاہئیں"۔ پھر میں اس کے پاس سے روانہ ہو کر مکہ معظّمہ پہنچا اور حج سے فراعنت کے بعد اسی راستہ سے واپس آیا۔ تو حبشی خاتون سے ملاقات ہوئی۔ دیکھا تو وہ چشم بینا کی مالک ہو چکی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کیا ماجرہ ہے۔

اس نے بتایا کہ میں بدستور دعا کیا کرتی تھی ایک دن حسب معمول دعا میں مشغول تھی۔ ناگاہ ایک مقدس ترین عالم بزرگ ظاہر ہوئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا واقعی تو علیؑ کو دوست رکھتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں ! ایسا ہی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: "خدایا ! اگر یہ عورت

دعویٰ محبت میں سچی ہے تو اسے بینائی عطا فرما دے"۔ ان کے الفاظ کا زبان پر جاری ہو نا تھا کہ میری آنکھیں چشم بینا میں تبدیل ہو گئیں۔ جونہی میں دیکھنے کے قابل ہوئی میں فوراً ان کے قدموں پر گر پڑی پوچھا: آپ کون ہیں تو فرمایا: وہی جس کے واسطے سے دعا کر رہی تھی۔ (صلوات)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مدینہ کی گلی سے گزر رہے تھے۔ ناگاہ آپؑ کی نگاہ ایک مومن پر پڑی جو ایک دوسرے شخص کی گرفت میں تھا۔ آپ اس کے قریب گئے اور پوچھا کیا معاملہ ہے ؟ اس نے بتایا: مولا میں اس مرد منافق کا مقروض ہوں۔ اس نے مجھے پکڑ رکھا ہے۔ مجھے اتنی بھی مہلت نہیں دیتا کہ میں انتظام کر سکوں۔ حضرت نے فرمایا: زمین کی طرف نظر کر اور جو پتھر تیرے ہاتھ میں آئین انہیں اٹھا لے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ہاتھ میں وہ پتھر آتے ہی سونے میں تبدیل ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا: اس ے اپنا قرض ادا کر اور باقی جو بچے اسے اپنے کام میں لا۔ (صلوات)

راوی کہتا ہے اس دن جبرائیل کے کہنے سے رسول خدا نے اس واقعہ کو اپنے اصحاب میں بیان فرمایا۔

ایک اور واقعہ عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ ایک دن نماز صبح کے بعد حضرت رسول خداﷺ مسجد کوفہ میں ابو ذرؓ، مقدادؓ، سلیمانؓ اور دوسرے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ناگاہ مسجد کے باہر ایک شور

اٹھا۔ شور سن کر لوگ مسجد سے باہر گئے تو دیکھا کہ چالیس گھڑ سوار کھڑے ہیں اور ان کے آگے ایک خوبصورت نوجوان ہے۔

حذیفہ نے رسول اکرم ﷺ کو حالات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا علیؑ کو بلائو۔ حذیفہ بلانے گئے تو جناب امیر المومنینؑ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ ان کا تعارف کرایا۔ حضرت علیؑ نے اس مرد خوبرو سے کہا: اے حجاج بن خلج ابن ابی العصف بن سعید بن ممتع بن علاق بن وہب بن صحب، بتا تیری کیا حاجت ہے؟

اس نے جب اپنا نام اور حسب سنا تو حیران رہ گیااور کہا کہ حضور میرے بھائی کو شکار کا بہت شوق ہے اس نے ایک دن شکار کھیلتے ہوئے ایک جانور کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور اس پر تیر چلا دیا۔ اس کے فوراً بعد اس کا نصف حصہ بدن شل ہو گیا۔ بہت علاج کرائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اسے میرے سامنے لائو۔ وہ شتر پر لایا گیا۔ حضرت نے اسے حکم دیا اٹھ بیٹھو۔ چنانچہ وہ فوراً تندرستی کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔ یہ دیکھ کر وہ اور اس کے قبیلے کے ستر ہزار نفوس مسلمان ہو گئے۔

آپ کی ذات ہمہ جہت تھی۔ چنانچہ مصر کے مشہور مؤرخ علامہ جرجی زیدان لکھتے ہیں میں علیؑ کے زہد و تقویٰ کے متعلق آپ کے واقعات بکثرت ہیں۔ اسلام کی پابندی کرنے میں آپ بہت سخت تھے۔ ہر قول و فعل

میں نہایت شریف و آزاد تھے۔ دھوکا دہی جعل و فریب سے مبرا تھے۔آپ کی تمام تر توجہ دین اور محض دین کی طرف رہی تھی۔آپ کی خلافت کے زمانے میں ایک دفع اصفہان کا مال (خراج) آیا تو آپ نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔آپ کے پاس اوڑھنے کی جو چادر تھی اس کو آپ سودا سلف کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔آپ کا قول ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے اتنا کم کھائیں کہ بھوک سے ان کے پیٹ ہلکے رہیں اور خدا کے خوف سے اتنا روئیں کہ ان کی آنکھیں زخمی رہیں۔ (تاریخ تمدن اسلامی جلد ۴ نمبر ۳۷)

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت علیؑ تو آپ کی تجہیز و تکفین میں مشغول رہے۔ جبکہ حضرت عمر اور حضرت ابو بکر سقیفہ میں خلافت سے کاروبار میں مشغول ہو گئے اور واپسی پر حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ آپ نے ہمارا انتظار کیوں نہ کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ بمقام غدیر خم خلیفہ مقرر کر چکے تھے تو آپ حضرات کس اصول کے تحت مسئلہ خلافت زیر بحث لائے اور کیا آپ کی وجہ سے ہم رسول کے لاشے کو بے گور و کفن رہنے دیتے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر نے آپ سے مطالبۂ بیت کیا۔آپ نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔فرمایا: مجھ سے بیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس کے بعد آپ کے گھرانے پر تشدد کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو قتل

کی دھمکی دی گئی۔اور آپ کے گلے میں رسی ڈالی گئی۔فاطمہ = کے گھر کو جلانے کی دھمکی دی گئی اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے دروازے کو آگ لگادی گئی۔اس دروازے کو لات ماری گئی جس کے پیچھے جناب سیدہ = کھڑی تھیں وہ دروازہ ٹوٹ کر جناب سیدہ = پر گرا جس وجہ سے حضرت محسن کی شہادت ہوئی۔جو بطن فاطمہ زہراؑ میں تھے۔

فدک کے سلسلے میں ام ایمن کی گواہی کو جھوٹا قرار دیا گیا۔حضرت علیؑ ہر طرف سے مصائب وآلام میں گرفتار ہوئے۔جس کا انہوں نے اپنے خطبات میں بھی ذکر کیا ہے۔تفصیل کے لئے حضرت علیؑ کا خطبہ شقشقیہ ملاحظہ فرمائیں۔

رسول خداﷺ کی رحلت کو ابھی سو(۱۰۰)دن بھی نہ گزرے تھے کہ آپ کی رفیقۂ حیات حضرت فاطمہ زہرا= بھی اپنے پدر رگوار سے جا ملیں۔آپ نے حضرت فاطمہ زہرا= کی وصیت کے مطابق حضرت ابو بکر ،حضرت عمراور حضرت عائشہ کو جناب زہرا= کے جنازے میں شرکت سے منع کر دیا۔اور آپ کو رات کی تاریکی میں سپرد خاک کیااور فرمایا:اے زمین رسول اکرمﷺ کی بیٹی جو میں اپنی امانت تیرے سپرد کر رہا ہوں۔

زمین نے جواب دیا:"اے علیؑ! آپ گھبرائیں نہ میں آپؑ سے زیادہ نرمی کروں گی۔(مودۃ القربیٰ نمبر ۱۲۹)

پیغمبر اسلامﷺ اور حضرت فاطمہ = کے انتقال کے بعد حضرت

علیؑ اس دار فانی میں بالکل تنہا رہ گئے۔ جبکہ زمہ داریاں اور بڑھ گئیں۔

(۱) آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ دشمنان اہل بیت کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

(۲) خود گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ لیکن ہر کڑے وقت پر آپ نے اسلام کی خدمت جاری رکھی۔ غاصبان خلافت کی مدد کرتے رہے۔ اس کا مقصد فرمان پیغمبر الٰہی کا پورا کرنا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سب کچھ بتا دیا تھا۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

"ان اللہ تعالیٰ اطلع نبیہ علی ما یکون بعدہ مما ابتلیٰ بہ علی"

خداوند عالم نے اپنے نبی کو ان تمام امور سے باخبر کر دیا تھا۔ جو ان کے بعد ہونے والے تھے۔ ان حالات و حادثات کی اطلاع کر دی تھی۔ جس سے علیؑ کا واسطہ پڑا۔ (صواعق محرقہ نمبر ۷۲)

یہی وجہ ہے کہ علیؑ نے تمام مصائب و آلام کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن تلوار نہ اٹھائی اور اپنے نیک مشوروں سے اسلام کی مدد کرتے رہے جس علیؑ نے اسلام کی آبیاری کے لئے تلوار چلائی ہو وہ کیونکر اسی تلوار سے اسلام کی بنیاد کو تباہ کر سکتا ہے۔ آپ کا مقصد تو اسلام کو پھلتا پھولتا

اور مضبوط دیکھنا تھا۔ چاہے اس میں کتنی ہی پریشانیاں اور دشواریں کیوں نہ ہوں۔

آپ کا فرمان ہے کہ خدا کی قسم اگر دین میں تفرقہ پڑ جانے اور عہد کفر کے پلٹ آنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں ان کی ساری کارروائیاں پلٹ دیتا۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ نمبر ۲۴)

حضرت علیؑ نے بھی وہی کیا جو رسول اکرم ﷺ منافقوں اور مولفۃ القلوب کے ساتھ کرتے تھے۔

شواہد النبوۃ اور فتح الباری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ "اگر تیری قوم تازی کفر سے مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں اس کے ساتھ وہ کرتا جو کرنا چاہئے تھا۔"

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: خدا کی قسم میں نے اس وقت کا زیادہ خیال رکھا کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد خاموشی صبر سے لیا تھا۔

اعثم کوفی کا اردو ترجمہ طبع دہلی کے نمبر ۱۱۳ سے نقل ہے۔ "خدائے جلیل کی قسم اگر محمد رسول اللہ ﷺ ہم سے عہد نہ لے لیتے اور ہم کو اس امر سے مطلع نہ کر چکے ہوتے جو ہونے والا تھا تو میں اپنا حق کبھی نہ چھوڑتا اور کسی شخص کو اپنا حق نہ لینے دیتا اور اپنے حق کے حاصل کرنے کے لئے اس قدر کوشش بلیغ کرتا کہ حصول مطلب سے پہلے ہلاکت میں پڑنے کا بھی خیال نہ کرتا"

ان تمام تحریروں پر نظر ڈالنے کے بعد یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؑ نے جنگ کیوں نہ کی اور صبر و شکر کو کیوں ترجیح دی۔

نہایۃ اللغۃ امام اہل سنت ابن اثیر جزری نمبر ۲۳۱ میں ہے

"الاعجاز جمع دھو موخر الشیٔ یرید بہا آخر الامور" اعجاز عجز کی جمع ہے جس کے معنی خر شئی کے ہیں اور جس کا مطلب آخر امور تک پہنچنے سے متعلق ہے۔

اس کے بعد علامہ جزری لفظ اعجاز کی شرح کرتے ہوئے حضرت علیؑ کی ایک حدیث نقل فرماتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

خلافت ہمارا حق ہے اگر ہمیں دے دیا گیا تو لے لیں گے اور اگر ہمیں روک دیا گیا۔ یعنی نہ دیا گیا تو ہم اعجاز ابل پر سواری کریں گے یعنی آخر تک اپنے اس حق کے لئے جدو جہد کریں گے اور اس میں مدد کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ اسے حاصل کر لیں اور پھر جب انہوں نے (خلافت) حاصل کر لی تو اسے صحیح اصولوں پر چلانا ضروری سمجھا۔ اب اگر آپ کے اس بیان کو دوسرے گیارہ اماموں پر منطبق کر دیں تو ہمارے آخری امام یعنی (آخر الزمان) تشریف لائیں گے اور اپنے حق کو حاصل کریں گے اور دنیا جو ظلم وجور سے بھری ہو گی اس کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؑ اپنے پیش رو حضرات خلفاء کو غادر، خائن ، کاذب، تحفظ وقرآن اسلام کی خاطر خلفاء کو اپنے مفید مشوروں سے سرفراز کرتے رہے ہیں۔مثال کے لئے ملاحظہ ہو۔قیصر روم نے خلیفۂ دوم سے سوال کیا کہ آپ کے قرآن میں کون سا ایسا سورہ ہے جو صرف سات آیتوں پر مشتمل ہے اور اس میں سات حرف تہجی کے نہیں ہیں۔اس وقت کے خلیفہ اور علماء دربار کے پاس اس کا جواب نہ ملا تو حضرت عمر نے علیؑ کی طرف رجوع کیا اور ان کے سامنے سوال رکھا آپ نے فوراًارشاد فرمایا: وہ سورہ سورۂ حمد ہے اور حروف میں ث،ج،خ،ز،ش،ظ اور ف نہیں ہیں۔

دوسرا واقعہ علماء یہود کی طرف خلیفۂ دوم سے اصحاب کے بارے میں سوال کئے گئے۔آپ اس کا جواب نہ دے سکے اور حضرت علیؑ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے اس کا جواب بھی دیا جس سے وہ مطمئن ہوئے۔

حضرت علیؑ اپنے قیمتی مشوروں سے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے صائب رائے سے مستفیض کرتے رہتے تھے۔جنگوں میں جانے سے متعلق آپ حضرت علیؑ سے مشورہ کرتے جنگ فارس اور جنگ روم ایران میں جب آپ نے حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تو آپ نے ان کو جنگ میں جانے سے منع کیا جس پر حضرت عمر نے سختی سے عمل کیا۔مولائے کائناتؑ کی نظر میں ابتدائی جنگیں محفوظ تھیں جس کو دیکھتے ہوئے آپؑ نے ان کی

مرضی کی رائے دی اور اسلام کو کسی بھی ناخوشگوار واقع سے محفوظ کر لیا۔

حضرت علیؑ کی خلافت ظاہری :

پیغمبر اسلام ﷺ کے انتقال کے بعد آپ گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے رہے اور اپنے فرائض کو باخیر و خوبی انجام دیتے رہے۔ تیسرے خلیفہ کے بعد خلافت کا تخت ان کے قتل کے بعد خالی ہو گیا۔ جس کے ذمہ دار خود حضرت عثمان تھے۔ حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت میں ہر اس عمل کو جاری کیا جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے جب خلافت کی شرط میں سیرت شیخین پر عمل قرار دیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا: میں خدا، رسول اور اپنی صائب رائے پر عمل کروں گا۔ لیکن سیرت شیخین پر عمل نہیں کر سکتا۔ (طبری جلد ۵ نمبر ۳۷)

لیکن حضرت عثمان نے اس شرط کو مان لیا جس کی بنا پر انہیں خلافت دے دی گئی اور بعد میں انہوں نے اپنے عہد میں خویش پروری اور اقرباء نوازی کی ایسی مثالیں قائم کیں جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ جس کی سب سے بڑی مثال ہے کہ آپ نے مروان بن حکم کو اپنا وزیر اعظم بنایا اور اپنی بیٹی کی شادی کر کے اس کو اپنا داماد بنایا اور اپنی بیٹی کے لئے محل تعمیر کرائے۔ یہ وہی مروان ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے شہر بدر

کر دیا تھااور شیخین نے بھی اسے مدینے داخل ہونے کی اجازت نہ دی تھی۔فدک جس کو رسول اللہ ﷺ فاطمہ زہرا= کو ہبہ کر چکے تھے۔ وہ مروان کے حوالے کر دیا۔قرآن جو اب تک جاری تھے ان کو جمع کر کے جلوا دیا گیا اور جن لوگوں نے قرآن دینے سے انکار کیا ان معزز اصحاب کو پٹوایا گیا۔یہاں تک کہ ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کر دیااور حضرت محمدؓ ابن ابو بکر کو قتل کرنے کی سازش کی گئ ۔ان حالات کی وجہ سے حضرت عائشہ نے حکم دیا کہ اس لمبی ڈاڑھی والے کو قتل کر دو ۔(روضۃالاحباب جلد ۳ نمبر ۱۲ ۲۰)

الغرض آپ ۸۸ سال کی عمر میں قتل ہو کر یہودیوں کے قبرستان (خش کوکب) میں دفن ہوئے۔

اس طرح خلافت کے تین دور گزرے۔بالآخر اصحاب اس نتیجہ پر پہنچے کہ خلافت بلا شرط غیر علیؑ کے سپرد کر دینی چاہیئے۔چنانچہ اس گروہ اصحاب میں عراق، مصر،شام، حجاز، فلسطین، اور یمن کے نمائندے شامل تھے اور یوں خلافت ظاہری قبول کرنے کے بعد آپ نے جو پہلا خطبہ پڑھا اس کی ابتداء ان الفاظ سے کی ''خدا کا لاکھ لاکھ شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس نے حق کو اپنے مرکز اور مکان پر پھر لا کھڑا کیا''۔

حضرت علیؑ کے پاس حکومت اس وقت آئی جب لوگوں کی نیتیں فاسد ہو گئیں تھیں اور انتظامات ملکی اور اصولی حکومت کے متعلق والیوں

اور ماتحتوں کے دلوں میں حرص و طمع پیدا ہو گئی تھی۔ان سب کا لیڈر مکار معاویہ ابن ابی سفیان تھا۔ کیونکہ اس کا مطمع نظر حکومت پر قبضہ جمانا تھا۔اس نے مسلمانوں کا مال بے دریغ لٹا کر لوگوں کو ایک نئی راہ پر ڈالا دیا تھا۔اور ان کو اپنے تابع کر لیا تھا۔

حضرت علیؑ نے بیعت کے دوسرے روز بیت المال کا جائزہ لیا اور سب کو برابر تقسیم کر دیا۔ حبشی غلام اور قریشی سردار دونوں کو دو دو درہم ملے اس سے پیشانیوں پر سلوٹیں پڑ گئیں۔ بعض امیر حضرت علیؑ سے ناامید ہو کر معاویہ سے جا ملے۔اسی دوران حضرت عائشہ حج سے واپس آئیں اور پوچھا کہ اب خلیفہ کون ہے؟

جب معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ تو اس نے پلٹا کھایا اور خون عثمان کا بدلہ لینے کھڑی ہو گئیں۔جس کی وجہ دل میں چھپی ہوئی علیؑ سے دشمنی اور عداوت تھی۔اس طرح حضرت علیؑ اموی عاملوں اور حاکموں سے تنگ تھے جو عثمان کے عہد میں حکومت پر معمور تھے اور موجود تھے اور بہت سے وہ لوگ تھے جن کے آباو اجداد حضرت علیؑ کی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارے جا چکے تھے لہٰذا سب کے سب حضرت عائشہ کی آڑ لے کر ان کے مدد گار بن گئے۔ طلحہ و زبیر جو حضرت علیؑ کی بیعت کرنے میں سبقت کر چکے تھے،عائشہ سے جا ملے اور حیلہ و بہانہ بازیاں شروع کر دیں۔ان حالات میں آپ نے اکثر مقامات پر اپنے گورنروں کی تقریاں شروع کر دیں۔تا

کہ بد عنوانیوں کاتدارک شروع ہوسکے۔

عامل ہٹتے گئے اور یہ لوگ معاویہ اور عائشہ کے گرد جمع ہوتے گئے۔آخر کار حضرت عائشہ ''عسکر''نامی اونٹ پر بیٹھ کر حضرت علیؑ کے خلاف جنگ میں شریک ہوئیں۔''عسکر''نامی اونٹ کی سواری کی وجہ سے اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے جن عاملوں کو ان کے مقام سے ہٹایا تھا۔ان میں سے کچھ شام میں معاویہ کے پاس پہنچ گئے۔اور کھ حجرت عائشہ کے پاس مکہ میں جمع ہوگئے۔طلحہ، زبیر، عبداللہ،ابو لیلیٰ کے مشورے سے ''انتقام خون عثمان'' کے نام سے ایک سازشی تحریک کی بنیاد ڈالی گئی۔قتل عثمان کا الزام حضرت علیؑ پر لگایا گیااور اس کا اعلان عام کر دیا۔غرض کہ ایک ہزار افراد عائشہ کی آواز پر مکہ میں جمع ہوگئے۔حضرت عائشہ کا یہ لشکر جب مقام ''ذات العرق''میں پہنچا تو مغیرہ اور سعید ابن عاص نے لشکر سے ملاقات کی اور کہا اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو طلحہ،زبیر سے لو۔کیونکہ یہی عثمان کے قاتل ہیں۔

اس کے بعد جب یہ لشکر ''مقام حواب''پہنچا تو کتے بھونکنے لگے ۔حضرت عائشہ نے پوچھا: یہ کونسا مقام ہے؟

جواب ملا: اسے ''حواب'' کہتے ہیں۔جس پر ان کو رسول اکرم ﷺ کی حدیث یاد آگئی آپ نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔لیکن عبداللہ ابن زبیر کے ضد کرنے سے آگے۔بڑھ گیئں۔اور بصرہ پہنچ کرعلوی گورنر عثمان

بن حنیف پر شب خون مارا اور چالیس آدمیوں کو مسجد میں قتل کر دیا۔

حضرت علیؑ کو جب اطلاع ملی تو آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابھی مقام ذی قار ہی میں تھے کہ مظلوم عثمان بن حنیف آپ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے عثمان کا حال دیکھ کر بہت افسوس کا اظہار کیا اور فوراً بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریب پہنچ کر قعقاع ابن عمرو کو ان لوگوں کے پاس بھیج کر صلح کی پیش کش کی جو کامیاب نہ ہوئی۔

۱۵ جمادی الآخر ۳۶ھ یوم پنجشنبہ طلحہ و زبیر نے شب خون مار کر حضرت علیؑ کو قتل کر دینا چاہا۔ حضرت علیؑ تہجد میں مشغول تھے کہ آپ کو حملہ کی خبر کی گئی۔ ادھر سے علیؑ کے لشکر پر تیروں کی بارش ہو گئی تو آپ نے کہا: اب ان لوگوں سے جنگ جائز اور ضروری ہے۔ آپ نے حکم جنگ صادر فرمایا اور یوں جنگ کا آغاز ہوا۔ آپ نے محمد حنفیہؒ کو جنگ کے لئے جانے کا حکم دیا۔ کافی لڑائی کے بعد واپس آئے تو حضرت علیؑ نے علم لے کر ایک زبردست حملہ کیا اور دشمن کو پسپا کر ڈالا۔

مروان کے زہر آلود تیر سے طلحہ مارے گئے ایک روایت کے مطابق زبیر حضرت علیؑ سے ایک حدیث سن کر اس جنگ سے الگ ہو گئے لیکن راستے میں وادیٔ السباع کے قریب عمر بن جر موز نے ان کو حالت نماز میں قتل کر دیا۔

حضرت عائشہ کے ناقہ کو پے کر دیا گیا۔ اونٹ ہودج سمیت گر

پڑا۔ جنگجو بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ ''ہودج'' کے پاس جا کر عائشہ کی حفاظت کریں۔ خود پہنچ کر حضرت عائشہ سے کہا تم نے حرمت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برباد کر دیااور پھر محمد بن ابوبکر سے فرمایا: انہیں عبداللہ ابن حنیف خزاعی بصری کے مکان میں ٹھہرائو۔

مسعودی اور اعثم کوفی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عائشہ کو متعدد آدمیوں سے کہلا بھیجا کہ جلد سے جلد مدینہ واپس جائو۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ آخر میں بروایت روضۃ الاحباب السید واعثم کوفی امام حسنؑ کے ذریعے کہلا بھیجا کہ اگر تم نے تاخیر کی تو میں تمہیں زوجیت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلاق دے دونگا تو یہ مدینے کے لئے تیار ہوئیں۔

عبداللہ ابن عباس کو وہاں گورنر مقرر کرکے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران قیام کوفہ ، عراق، خراسان، یمن، مصر اور حرمین کا انتظام کیا۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؑ کے شام پر مقرر کئے ہوئے حاکم سہل ابن حنیف نے کوفہ آکر خبر دی کہ معاویہ نے اعلان بغاوت کر دیااور عثمان کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور خون آلود کرتا دکھا کر عوام کو بغاوت پر ابھار رہا ہے۔

حضرت علیؑ نے معاویہ کو ایک خط مدینہ سے اور دوسرا خط کوفہ

سے ارسال کیا اور دعوت بیعت دی۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ معاویہ لشکر جمع کرنے میں مشغول رہا ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر مقام صفین میں جا پہنچا حضرت علیؑ بھی شوال ۳۶ھ میں نخلیہ اور مدائن ہوتے ہوئے مقام رقہ میں جا پہنچے۔ وہاں سے روانہ ہو کر آپ نے فرات عبور کیا۔ حضرت علیؑ کے مقدمہ الجیش سے معاویہ کے مقدمہ نے مزاحمت کی اور وہ شکست کھا کر معاویہ سے جاملا۔ حضرت علیؑ کا لشکر جب وارد صفین ہوا تو معلوم ہوا کہ معاویہ نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا ہے اور علوی لشکر پر پانی بند کر دیا ہے۔ پہلے پیغام رسانی سے بندش آب کو توڑنے کی کوشش کی مگر کوئی سماعت نہ ہوئی۔ بالآخر فوج نے زبردست حملہ کر کے گھاٹ چھین لیا اور بعد میں اعلان کر دیا کہ پانی کسی کے لئے بند نہیں ہے۔ حضرت علی بار بار دعوت مصالحت دیتے رہے لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ جنگ چار ماہ تک چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ہوتی رہی۔ امیر المومنینؑ نے اپنی روایتی بہادری سے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ اسی دوران عمرو عاص اور بشیر ابن ارطاۃ پر جب آپ نے حملہ کیا تو یہ زمین پر لیٹ کر برہنہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے منہ پھیر لیا اور اس طرح انہوں نے اپنی جان بچائی اور اٹھ کر بھاگ نکلے تواریخ میں ہے کہ اس جنگ میں نوے لڑائیاں وقوع پذیر ہوئیں ۱۱۰ روز تک فریقین کا قیام صفین میں رہا معاویہ کے ۹۰ ہزار اور حضرت علیؑ کے ۲۰ ہزار سپاہی مارے گئے۔

اس جنگ میں عمار یاسرؓ جن کی عمر ۹۳ سال تھی۔ میدان جنگ میں آنکلے اور اٹھارہ شامیوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔ عمارؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ نے بارہ ہزار سواروں کو لے کر شدید حملہ کیا اور دشمنوں کی صفیں پلٹ دیں اس حملہ میں مالک اشتر بھی شامل تھے۔ حملہ کے دوسرے دن صبح کو حضرت علیؑ نے پھر لشکر معاویہ کو مخاطب کر کے فرمایا: سن لو کہ احکام خدا معطل کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے مجبوراً لڑ رہا ہوں۔ پھر حملہ شروع کیا یہاں تک کہ لشکر معاویہ سے الغیاث الغیاث کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ دوپہر تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ مالک اشترؓ دشمن کے خیمہ تک جا پہنچے قریب تھا کہ معاویہ زد میں آجائے۔

معاویہ نے جب دیکھا کہ حضرت علیؑ سے جنگ نہیں جیتی جا سکتی تو اس نے مروان کے کہنے پر ایک چال بازی یہ کھیلی کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کر دیا کہ ہمارے درمیان قرآن کا فیصلہ ہو گا حضرت علیؑ کی فوج بھی تقسیم ہو گئ کچھ جنگ کے حق میں تھے اور کچھ جہالت کی بنا پر معاویہ کی چال میں آگئے اور پھر عوام کی بغاوت کے باعث فیصلہ حکمین کے حوالے سے جنگ بند ہو گئ۔ مجبوراً مالک اشترؓ کو چلتی ہوئی تلوار اور بڑھتے ہوئے قدم روکنا پڑے۔

بالآخر معاویہ کی طرف سے عمرو عاص اور علیؑ کی طرف سے بر خلاف مرضیٔ مولا ابو موسیٰ اشعری کو حکم مقرر کیا گیا۔ بمقام ''ارزح'' چار چار سو افراد سمیت عمر عاص اور ابو موسیٰ اشعری جمع ہوئے تا کہ اپنا فیصلہ

سنائیں۔ باہمی فیصلہ دونوں کو خلافت سے معزول کرنا طے پایا۔ لیکن عمرو عاص نے ابو موسیٰ اشعری کو چکمہ دے دیا۔ پہلے ابو موسیٰ نے جا کر اپنا فیصلہ سنایا کہ میں علیؑ اور معاویہ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں۔ اس کے بعد فیصلہ کے خلاف عمرو عاص نے منبر پر آکر کہا میں بھی علیؑ کو معزول کرتا ہوں اور علیؑ کو ہٹا کر معاویہ کو خلیفہ بناتا ہوں۔ یہ سن کر مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ حکمین کے اس مکارانہ فیصلہ کو حضرت علیؑ اور ان کے طرف داروں نے مسترد کر دیا اور دوبارہ جنگ کا فیصلہ کیا۔ لیکن اسی دوران خوارج نے بغاوت کر دی۔ مجبوراً ان سے جنگ کرنا پڑی۔ نو آدمیوں کے علاوہ سب کے سب مارے گئے۔ اس جنگ کو جنگ نہروان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صفین اور نہروان کی جنگ کے بعد حضرت علیؑ نے فیصلہ کن حملے کی تیاری شروع کر دی۔ دس ہزار کا افسر امام حسینؑ کو اور دس ہزار کا سردار قیس بن سعد کو اور دس ہزار کا ابو ایوب انصاریؓ کو مقرر کیا۔

ابن خلدون کے مطابق اس میں چالیس ہزار آزمودہ اور ستر ہزار رنگ روٹ اور آٹھ ہزار مزدور پیشہ شامل تھے۔

لیکن افسوس کہ کوچ کے دن سے پیشتر ایک خارجی عبد الرحمٰن ابن ملجم نے عین حالت نماز میں زہر میں بجھی تلوار سے آپؑ کو شہید کر دیا۔

ارجح المطالب ۶۸۷ میں ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے پیشین گوئی

فرمائی تھی کہ علیؑ کی ڈاڑھی سر کے خون سے سرخ ہو گی۔ جمہور مؤرخین کا اتفاق ہے کہ جس رات کی صبح آپ شہید ہوئے آپ اس رات سوئے نہیں۔ کیونکہ آپ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مصلے سے اٹھ کر صحن خانہ میں آتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے: میرے آقا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ میں شہید کیا جاؤں گا۔

اور پھر نماز صبح کے ارادے سے نکلے اور مسجد کوفہ میں وارد ہوئے تو آپ نے گلدستہ اذان پر جا کر اذان دی اور نماز میں مشغول ہوئے ابھی آپ سجدۂ اول میں گئے تھے کہ ابن ملجم نے سر اقدس پر زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے وار کر دیا تلوار کی ضربت کا لگنا تھا کہ مولائے کائنات کی زبان سے نکلا: ''فزت برب الكعبة'' (خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا)۔

شہادت کے وقت آپؑ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

ارجح المطالب نمبر ۶۰۷ میں ہے کہ جس شب میں حضرت علیؑ شہید ہوئے اس کی صبح کو بیت المقدس کا پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون برآمد ہوتا تھا۔

قرآن میں

حضرت علیؑ کا ذکر

سورۂ بقرہ

★ سورۂ بقرہ آیت نمبر 124 :

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۱۲۴

ترجمہ:

(وہ وقت یاد کرو) جب خدا نے ابراہیم کو مختلف طریقوں سے آزمایا اور وہ ان سے عمدگی سے عہدہ برآ ہوئے تو خدا نے ان سے کہا: میں نے تمہیں لوگوں کا امام و رہبر قرار دیا ابراہیم نے کہا میری نسل اور خاندان

میں سے (بھی آئمہ قرار دے) خدا نے ان سے فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

حاشیہ:

اس آیت میں خدا نے دو باتوں کا فیصلہ بہت واضح طور پر کر دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ کوئی شخص بغیر خدا کے مقرر کئے ہوئے کسی کا پیشوا اور امام ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرے یہ کہ پیشوا اور امام ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہی شخص امام ہو گا جو معصوم ہو۔ اور کوئی گناہ اس سے عمر بھر سرزد نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس نے ایک گناہ بھی کیا ہے تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ تو ظالم ہو گیا۔ اس کے علاوہ پھر حکم خدا قطعی نہ رہے گا۔ فرمان علی صاحب قبلہ۔

★ سورۂ بقرہ آیت نمبر 247 :

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۴۷

ترجمہ:

جو لوگ رات کو یا دن کو چھپا کے یا دکھا کے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کا اجر و ثواب ان کے پروردگار کے پاس ہے اور

(قیامت میں) نہ ان پر کسی قسم کا خوف ہو گا اور نہ مردہ آزردہ خاطر ہوں گے۔

حاشیہ:

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے کہ آپ نے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن کو، ایک چھپا کر ایک دکھا کر اسی وقت یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر کشاف صفحہ 286 سطر 17۔ مطبوعہ مصر ۱۲۔

★ سورۂ بقرہ آیت نمبر 37 :

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۳۷

ترجمہ:

پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے۔ پس خدا نے ان الفاظ کی برکت سے آدم کی توبہ قبول کی بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

حاشیہ:

جن کی برکت سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی اسمائے پنجتن پاک ہیں۔ محمدؐ۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین علیہم السلام۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ا۔ صفحہ 16 سطر 11 (مطبوعہ مصر)

★ سورۂ بقرہ آیت نمبر 43 :

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ۴۳

ترجمہ:

پابندی سے نماز ادا کرو اور جو لوگ (ہمارے سامنے) عبادت کے لئے جھکتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

حاشیہ:

اس آیت سے خداوند عالم نے نماز جماعت کی ترغیب دلائی ہے۔ کیونکہ فرد کے مقابلے میں نماز جماعت کا ثواب بہت زیادہ ہے اور بعض روایات میں ہے کہ اس سے مراد معصومین ہیں جن کی اطاعت کا حکم ہمیں دیا گیا ہے۔

سورۂ آلِ عمران

★ سورۂ آل عمران آیات نمبر 33، 34 :

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۳۳ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ‌ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ‌ ۳۴

ترجمہ:

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو سارے

جہاں سے بر گزیدہ کیا اور بعض کی اولاد کو بعض سے بر گزیدہ کیا ہے۔ اور خدا سب کی سنتا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔

حاشیہ:

طبرانی نے برید سے روایت کی ہے۔ میں حضرت علیؑ کے ساتھ یمن میں تھا۔ جب میں وہاں سے مدینہ آیا تو چونکہ حضرت علیؑ نے مال خمس سے ایک لونڈی خرید کی تھی مجھے ان پر بڑا غصہ تھا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان کی شکایت کرنا چاہی تو بعض لوگوں نے فہمائش کی۔ تاکہ حضرت علیؑ حضرت رسولؐ کی آنکھوں سے گر جائیں اور حضرت رسولؐ ان باتوں کو دروازہ کی آڑ سے سن رہے تھے یہ سنتے ہی آپ غصہ میں نکلے اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو علیؑ سے عداوت رکھتے ہیں۔

یاد رکھو! جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علیؑ سے جدائی اختیار کی وہ مجھ سے چھوٹا۔ علیؑ یقیناً مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں علیؑ میری مٹی سے پیدا ہوئے اور میں ابراہیم کی مٹی سے اور میں ابراہیم سے افضل ہوں۔ اور اس آیت کی تلاوت کی۔ دیکھو صواعق محرقہ اس آیت کو امام حسنؑ کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ دیکھو تفسیر درمنشور جلد 6 صفحہ 18 مطبوعہ مصر ۱۲۔

★ سورۂ آل عمران۔ آیت 61 :

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآئَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَكُمۡ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ٦١

ترجمہ:

تم شک کرنے والوں سے نہ ہو جانا۔ پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کرے تو کہو (اچھا میدان میں) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور مت اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ نمبر 2۔

حاشیہ:

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسولؐ نے لاکھ سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدمؑ کی مثال بھی دی مگر ان لوگوں نے ایک نہ سنی آخر آپ نے حکم خدا سے قسما قسمی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ کہتے ہیں۔ اور یہ قول قرار ہوا فلاں جگہ فلاں وقت ہم اور تم دونوں اپنے اپنے بیٹوں کو، عورتوں کو جانوں کو لے کر جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے پر لعنت کرے اور خدا سے عذاب کا خواستگار ہو جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا۔ اصحاب بن سنور کر درو دولت پر جمع ہوئے کہ شاید آپ ہمیں ہمراہ لے لیں۔ مگر آپ نے حضرت سلمان کو ایک سرخ کمبل اور چار لکڑیاں دے کر

میدان میں ایک چھوٹا سا شامیانہ کھڑا کرنے کو روانہ کیا۔ اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ کو بغل میں دابا اور امام حسنؑ کا ہاتھ تھاما اور جناب سیدہ کو اپنے پیچھے اور حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے کیا گویا بیٹوں کی جگہ حسین کو عورتوں کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا اور دعا کی خداوندا یہ نبی کے اہلبیت ہوتے ہیں یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو ہر برائی سے دور اور مبارک و پاکیزہ رکھ الغرض جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو انصار کے سردار عاقب دیکھ کر کہنے لگا خدا کی قسم میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹنے کو کہیں گے تو یقینا یہ ہٹ جائیں گے۔ اسی میں خیریت ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھالو۔ ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ میں سے ایک نہ بچے گا۔ آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا تب آپ نے فرمایا۔ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر اور سور کی صورت میں مسخ کر دیتا۔ اور یہ میدان آگ بن جاتا۔ اور نجران کا ایک متنفس حتیٰ کہ چڑیاں تک نہ بچیں۔ یہ حضرت علیؑ کی اعلیٰ فضیلت ہے کہ نفس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے قرار پائے۔ اور تمام انبیاء سے افضل ٹھہرے۔ دیکھو تفسیر جلالین بیضاوی ۔ جلد اول صفحہ 118 مطبوعہ مصر 12۔

★ سورۂ آل عمران آیت نمبر 103

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۚ وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَكُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ١٠٣

ترجمہ:

تم سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اپنے حال زار پر خدا کے احسان کو تو یاد کرو جب تم میں آپس میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا کر دی تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم گویا سلگتی ہوئی آگ کی بھٹی (دوزخ) کے لب پر (کھڑے تھے) اور اگرا ہی چاہتے تھے) کہ خدا نے تم کو اس سے بچا لیا تو خدا نے اپنے احکام یوں واضح کرکے بیان کرتا ہے کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

★ سورۂ آل عمران آیت نمبر 107 :

وَاَمَّا الَّذِیۡنَ ابۡیَضَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فَفِیۡ رَحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ١٠٧

ترجمہ:

جن کے چہرے پر نور برستا ہوگا وہ تو خدائی رحمت (بہشت) میں ہوں گے اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

★ سورۂ آل عمران آیت نمبر 110 :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ١١٠

ترجمہ:

تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے ہو۔ تم (لوگوں کو) اچھے کام کا تو حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی (اسی طرح) ایمان لاتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ ان میں سے کچھ ہی تو ایماندار ہیں اور اکثر بدکار۔

حاشیہ:

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ ہم اہل بیت خدا کی رسی ہیں۔ اور سب کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ (صواعق محرقہ۔ تفسیر ثعلبی ۱۲)

زاذان سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک دن حضرت علیؑ کے پاس بیٹھے تھے کہ کچھ لوگ راس الجالوت یہودی کے عالم جاثلیق نصرانیوں کے عالم کو لئے ہوئے حضرت کے پاس آئے آپ نے پہلے راس الجالوت سے پوچھا: تجھے کچھ اس کی بھی خبر ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کی امت کے کتنے فرقے ہو گئے

وہ بولا: کتاب دیکھوں تو عرض کروں۔

آپ نے فرمایا: تجھ پر پھٹکار ہو تو کس برتے پر لوگوں کا امام بنا پھرتا ہے۔ تجھے کوئی مسئلہ پوچھے اور تیری کتاب جل جائے یا چوری ہو جائے تو کہے گا کہ کتاب ہوتی تو بتاتا۔ ”علم در سینہ باید نہ در سفینہ“۔

پھر جاثلیق کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد نصاریٰ کے کتنے فرقے ہوئے

وہ بولا: پینتالیس (۴۵) فرقے۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم تو جھوٹا ہے۔ میں توریت کو اس سے بہتر جانتا ہوں۔ اور انجیل کو تجھ سے بہتر۔ امت موسیٰ کے اکہتر۔ ستر، ناری اور ایک ناجی۔ اور امت عیسیٰ کے بہتر ۷۲ فرقے اکہتر (۷۱) ناری اور ایک ناجی اور مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر ناری اور ایک ناجی۔ وہ میرے شیعہ ہیں۔

سورۂ نساء

★ سورۂ نساء آیت۔54 :

اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ فَقَدۡ

اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۵۴

ترجمہ:

خدا نے جو اپنے فضل و کرم سے تم لوگوں کو قرآن عطا فرمایا ہے اس کے رشک پر چلے جاتے ہیں (تو اس کا کیا علاج) ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور عقل کی باتیں عطا فرمائیں۔ اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی۔

حاشیہ:

ابوالحسن مغازلی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد عام لوگ نہیں بلکہ مخصوص ہم اہلبیت پیغمبر ہیں جن پر لوگ رشک و حسد کرتے ہیں۔ (صواعق محرقہ علامہ ابن حجر عشقلانی قلمی آیت 6 فضائل اہلبیت ۱۲)

ابراہیم کی اولاد حضرت رسول اور ان کے اہلبیت علیہم السلام ہیں اور یہی لوگ اس آیت کے سچے مصداق ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے ان حضرات سے بہتر کوئی شخص اس پردہ دنیا میں ان صفات کا مستحق نہیں قرار پا سکتا۔ اسی بناپر ایک روایت میں ہے کہ آل ابراہیم سے مراد آل محمدؐ اور کتاب سے قرآن اور حکمت سے نبوت اور ملک عظیم سے امامت مراد ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ باتیں سوائے آل محمدؐ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔

★ سورۂ نساء آیت ۔ 59 :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ۵۹

ترجمہ:

اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور جو تم میں سے صاحبان حکومت ہوں ان کی اطاعت کرو اور اگر تم کسی بات پر جھگڑا کرو پس اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس رہبر یعنی خدا اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور انجام کی راہ سے بہتر ہے۔

حاشیہ:

مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ اولی امر سے مراد کون ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے اس سے مراد حاکم وقت ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ اس سے مراد آئمہ طاہرین ہیں کیونکہ خدا نے جس طرح اپنی اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح ان کی اطاعت بھی تمام بندوں پر واجب کی ہے۔ تو یہ شخص خدا اور رسول کا نائب ٹھہرا تو معصوم ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کو عقل قبول نہیں کرتی کہ گنہگار کی اطاعت کا خدا حکم دے اور بارہ اماموں کے سوا کسی کی عصمت کا نہ کوئی شخص مدعی ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ظاہر ہے ہر حکم خداوند عالم کا کسی خاص زمانہ یا وقت یا کسی

شخص کے واسطے نہیں ہے بلکہ ہر شخص پر وقت کے واسطے قیامت تک کے لئے ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے اطاعت بھی عام ہے۔امور دنیا اور امور دین کی تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ عام اطاعت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اولی الامر سے مراد دنیاکے بادشاہ ہیں تو مذہب اسلام کا کوئی ٹھکانا نہیں رہے گا۔ کیونکہ کہیں نصاریٰ بادشاہ ہیں کہیں بدھ مذہب والے۔ کہیں کفار اور اگر مسلمان ہی مقصود ہوں تو پھر ان میں بھی کتنے فرقے ہیں اور حدیث رسول کے مطابق ایک کے سوا سب کے سب جہنمی ہیں۔ پھر کہیں سے بادشاہ کسی شیعہ۔ پھر مسلمان اطاعت کریں تو کس کی اور سب کی کر نہیں سکتے۔ تب ضروری ہے کہ دنیاکے بادشاہوں کے علاوہ کوئی اور شخصیت مراد ہے۔ اور شخص کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ خدا کا حکم بیکار ہو کر رہ جائے گا۔اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے زمانہ کی امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مر جائے تو وہ کافر کی موت مرتا ہے۔اور یہ ظاہر ہے کہ بادشاہ دنیا کی معرفت حاصل نہ کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔اور حدیث جابر ابن عبداللہ انصاری میں بھی اس کی تصریح موجود ہے کہ اولی الامر سے مراد آئمہ معصومین ہیں بلکہ اس میں تو دوازداہ امام کے نام تک تصریحاً مذکور ہیں۔

★ سورۂ نساء آیت۔69 :

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ

عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيۡقِيۡنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا ؕ۶۹

ترجمہ:

جس شخص نے خدا اور رسول کی اطاعت کی تو ایسے لوگ ان (مقبول) بندوں کے ساتھ ہوں گے جنھیں خدا نے اپنی نعمتیں دی ہیں یعنی انبیاء۔ نمبر 1 اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

حاشیہ:

ایک حدیث میں ہے کہ نبیوں نے حضرت رسول اور صدیقین سے مراد حضرت علیابن ابی طالبؑ اور شہدائے حسینؑ۔ اور صالحین سے باقی ائمہ مراد ہیں۔ (یہی قرین قیاس بھی ہے)۔ کیونکہ نبیوں سے حضرت رسول ﷺ کا ہونا تو ظاہر ہے۔ صدیقین سے حضرت علیؑ کا مراد ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر صدیق کے معنی تصدیق کنندہ لیا جائے تو تاریخ سے ثابت اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت رسول ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے سب سے پہلے علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور اگر سچے کے معنی لئے جائیں تو بھی حضرت علیؑ کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جن لوگوں کو صدیق کہا جاتا ہے اٹھائیس اور تیس برس تک بتوں کے سامنے سر ٹکائے رکھا۔ حضرت علیؑ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا

اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ حضرت حسینؑ کا شہد راہ حق خدا ہو نا ظاہر ہے۔ اور صالحین سے باقی ائمہ مراد ہیں۔ یہ حضرات آئمہ تمام خلاق سے صلاح و تقویٰ وغیرہ میں اکمل تھے۔

سورۂ انعام

★ سورۂ انعام آیات نمبر 153 :

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ‌ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ‏ ۱۵۳

ترجمہ:

اور (یہ بھی سمجھ لو) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستہ پر نہ چلو کہ وہ تم کو خدا کے راستہ سے بھٹکا دے گا اور تتر بتر کر دے گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ تا کہ تم پرہیز گار بنو۔

حاشیہ:

خدا کا سیدھا راستہ وہی ہے جس کو اس نے اپنے پیارے اور سچے پیغمبر کی زبانی تمام خلائق کو بتا دیا:

"انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ عترتی واهلبیتی ان تمسك هما نن تفلو بعدی ولن تفسر قوحتے یردا علی الحوض۔"

میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان کا دامن تھامے رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ایک قرآن دوسرے میرے اہلبیت یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔

اب ہر شخص بجائے خود انصاف سے دیکھے اور غور کرے کہ وہ قرآن اور اہلبیت کے اقوال، اعمال۔ افعال پر عمل کرتا ہے۔ یا نہیں اگر کرتا ہے تو ہر گز گمراہ نہیں اور یہی صراط مستقیم ہے۔

★ سورۂ انعام آیت۔ 160 :

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۱۶۰

ترجمہ:

اس کی رحمت کو تو (دیکھو) جو شخص نیکی کرے گا تو اس کو اس کا دس گنا ثواب ملے گا اور جو شخص بدی کرے گا تو اس کی سزا اس کو بس اتنی ہی دی جائے گی۔ اور وہ لوگ (کسی طرح) ستائے نہ جائیں گے۔

حاشیہ:

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم اہلبیت کی

محبت نیکی ہے۔ اور ہماری دشمنی بدی ہے۔ جو شخص ہم سے دشمنی رکھے گا خدا اسے منہ کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔

سورۂ اعراف

★ سورۂ اعراف آیت 44 :

وَ نَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَہَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمۡ حَقًّا ؕ قَالُوۡا نَعَمۡ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ لَّعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ:

جنتی لوگ جہنم والوں سے پکار کے کہیں گے کہ ہم نے تو بیشک جو ہمارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا ٹھیک ٹھیک پالیا۔ تو کیا تم نے بھی جو تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا ٹھیک ٹھیک پایا (یا نہیں) اہل جہنم کہیں گے ہاں پایا تب ایک منادی ان کے درمیان ندا کرے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے ”۔

حاشیہ:

ابن مردویہ جو اہلسنت کے ایک زبردست عالم ہیں روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں موذن سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ دیکھو کشف

القمر۔

★ سورۂ اعراف آیت 46 :

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَ عَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ وَ نَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَ هُمْ يَطْمَعُونَ ۴۶

ترجمہ:

درمیان میں ایک حد فاصل ہے اور کچھ لوگ اعراف پر ہوں گے جو ہر شخص کو (بہشتی) ہو یا (جہنمی) ان کی پیشانی سے پہچان لیں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دیں گے تم پر سلام ہو یہ (انحراف والے) لوگ ابھی داخل جنت نہیں ہوئے مگر وہ تمنا ضرور رکھتے ہیں۔

حاشیہ:

اعراف بہشت و دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے اور اس میں وہ لوگ رہیں گے جن کے اچھے اور برے اعمال کا پلہ برابر ہے ان کے واسطے نہ ایسا کوئی چین ہے اور نہ کوئی تکلیف اس کے درمیان ایک بلند مقام ہے جس کو بعض روایت میں پہاڑ اور بعض میں ٹیلا اور بعض میں دیوار سے تعبیر کی گئی ہے۔ اس بلند مقام پر خدا کے کچھ خاص بندے اس غرض سے جا کھڑے ہوں گے کہ اگر اب بھی کچھ لوگ جہنم یا انحراف کے قابل سفارش ہوں تو ان کی سفارش کی جائے۔ اور ان میں خدا نے یہ قدرت دی ہے کہ جنتی اور

جہنمی ہر شخص کو پیشانی دیکھ کر پہچان لیں گے۔ اور جس کو چاہیں گے انحراف سے نکال کر بہشت میں لے آئیں گے۔ انھیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "**وعلی الاعراف رجال**" چنانچہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ اعراف پر حضرت عباسؓ، حضرت حمزہؑ اور علی ابن ابی طالبؑ کھڑے ہوں گے۔ اور اپنے دوستوں کو ان کے چہروں کی نورانیت سے اور دشمنوں کو ان کے چہروں کی سیاہی سے پہچان لیں گے۔ دیکھو صواعق محرقہ علامہ ابن حرج مکی قلمی و تفسیر ثعلبی۔

* سورۂ اعراف آیت نمبر 181 :

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ۝۱۸۱

ترجمہ:

ہماری مخلوقات سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دین حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق ہی (حق) انصاف بھی کرتے ہیں۔

حاشیہ:

زادان نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ عنقریب اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے بہتر جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے "ومن خلقنا الایہ" یہ لوگ ہیں اور میرے شیعہ ہیں۔ دیکھو کتاب ابن مردویہ۔

★ سورۂ اعراف آیت 172 :

وَ اِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡ بَنِیۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّیَّتَهُمۡ وَ اَشۡهَدَهُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ قَالُوۡا بَلٰی شَهِدۡنَا اَنۡ تَقُوۡلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِیۡنَ ١٧٢

ترجمہ:

اے رسول وہ وقت یاد (دلاؤ) جب پروردگار نے آدم کی اولاد سے یعنی پشتوں سے (باہر نکال کر) ان کی اولاد سے خود ان کے مقابلہ میں اقرار کرالیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب کے سب بولے ہاں ہم اس کے گواہ ہیں۔ یہ ہم نے اس لئے کہا کہ ایسا نہ ہو لیکن تم قیامت کے دن بول اٹھو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔

حاشیہ:

یہ اقرار عہد الست کا ہے۔ جب دنیا میں کوئی موجود نہ تھا۔ اور خدا نے محض اپنی خدائی کا اقرار نہ لیا تھا بلکہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور حضرت علیؑ کی امامت و ولایت کا بھی، اور وہ بھی محض انسانوں سے نہیں بلکہ فرشتوں سے بھی چنانچہ یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر یا تائید میں وارد ہوئی:

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جانتے کہ علیؑ کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا تو اس کی فضیلت سے انکار نہ کرتے علیؑ امیر المومنین اس وقت کہلائے جب آدم جسد روح درست نہ ہوا تھا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: "واذاخذالا به الست بربکم" تو فرشتوں نے کہا:

ہاں! تب خدا نے فرمایا: میں تمہارا پروردگار ہوں، محمد تمہارے نبی ہیں اور علیؑ تمہارے امیر ہیں۔ (کتاب فردوس الاخبار باب 14 دیلمی)

سورۂ انفال

* سورۂ انفال آیت نمبر 24،25:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَ قَلۡبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ۲۴ وَ اتَّقُوۡا فِتۡنَةً لَّا تُصِیۡبَنَّ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡکُمۡ خَآصَّةً وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۲۵

ترجمہ:

اے ایماندارو جب تم کو (ہمارا) رسول (محمدؐ) کام کے لئے بلائے جو تمہاری روحانی زندگی کا باعث ہو تو تم خدا اور رسول کا حکم دل سے قبول کر لو۔ اور جان لو کہ خدا (وہ قادر مطلق ہے) کہ آدمی اور اس کے دل (ارادے) کے درمیان اس طرح آجاتا یہ بھی (سمجھ لو) کہ تم سب کے سب اس کے سامنے نمب حاضر کئے جاؤ گے اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو۔ جو خاص انھیں لوگوں پر نہیں پڑے گا۔ جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا۔ بلکہ تم سب کے سب اس میں پڑ جاؤ گے اور یقین کرو کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے

والا ہے۔

حاشیہ:

اس سے یا تو ایمان مراد ہے جس میں دنیا اور دین دونوں کی زندگی ہے۔ یا جہاد مراد ہے جو زندگی جاوید کا باعث ہوتا ہے۔ علامہ ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ اس سے مراد حضرت علیؑ کی ولایت ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔

یعنی اگر وہ چاہے تو جو کام انسان کرنا چاہتا ہے اس کو نہ کرے بلکہ اس کے برخلاف ہو جائے۔ چاہتا کچھ تھا ہو کچھ گیا۔ اس طرف جناب امیر نے اشارہ کرکے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کو قصد کے ٹوٹ جانے سے پہچانا۔

حضرت علیؑ امام محمد باقرؑ، زید بن ثابت، ربیع بن انس اور الوالعالیہ وغیرہ نے لا یقین کے لام کو لام تاکید پڑا ہے۔ **تعصبن** تب معنی یوں کہے جائیں گے۔ کہ اس فتنہ سے ڈرو جو خاص کر ظالموں پر پڑے گا۔ واللہ اعلم۔

امام حسنؑ سے روایت ہے یہ آیت حضرت علیؑ، عمارؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کی شان میں خاص جنگ جمل کے متعلق نازل ہوئی اس وجہ سے خود زبیر کہا کرتے تھے یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم نے ایک زمانہ تک اس آیت کو پڑھا اور کوئی مصداق نہ معلوم ہوا۔

ان ہی سے مراوی ہے ایک دوسری روایت ہے ایک زبیر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جارہے تھے حضرت علیؑ سامنے سے آتے ہوئے دکھائی پڑے تو زبیر ہنس پڑے تو رسول نے پوچھا تم علیؑ کو کتنا چاہتے ہو۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں ان کو اپنے بڑے بیٹے کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تمہارا اس دن کیا حال ہوگا جب تم اس کے مقابلہ پر لڑنے جاؤ گے دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ مبر ۲ سطر ۴۔ مطبوعہ مصر۔

★ سورۂ انفال۔ آیت 33:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۳۳

ترجمہ:

حالانکہ جب تک تم ان کے درمیان موجود ہو نمبر ۳ خدا ان پر عذاب نہیں کرے گا اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ لوگ تو اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور خدا ان پر عذاب نازل فرمائے۔

حاشیہ:

علامہ ابن حجر نے اس آیت کو بھی فضائل اہلبیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس مطلب کا اشارہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہلبیت علیہم السلام کی طرف خود بھی کیا ہے۔ جس طرح حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل زمین کی پناہ کے باعث ہیں اسی طرح آپ کے اہلبیت علیہم السلام بھی ان کے

امان کا ذریعہ ہیں۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث ہے کہ جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اسی طرح میرے اہلبیت زمین والوں کے لئے امان ہیں۔ دیکھو صواعق محرقہ علامہ ابن حجر عقلانی قلمی۔

★ سورۂ انفال آیت نمبر 64:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، ٦٤

ترجمہ:

اے رسول تم تو بس خدا اور جو مومنین تمہارے تابع فرمان ہیں کافی ہیں۔

حاشیہ:

ملا عبدالرزاق محدث نے اپنی کتاب عزیز الدین میں روایت کی ہے کہ یہ آیت خاص حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (کشف الغمہ)

سورۂ توبہ

* سورۂ توبہ آیت 19:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ

وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ!۱۹

ترجمہ:

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی آبادی کو اس شخص کے ہمسر بنا دیا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور اس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا۔

حاشیہ:

ایک دن حضرت عباس اور طلحہ بن شیبہ باہم فخر کر رہے تھے اور ہر ایک اپنے کو دوسرے سے افضل کہہ رہا تھا۔ طلحہ نے کہا میں تم سے زیادہ فضیلت رکھتا ہوں کیونکہ خانہ کعبہ کی کنجی میرے پاس ہے گویا میں اس کا مالک ہوں حضرت عباس بولے میں تم سے افضل ہوں کیونکہ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ اتنے میں حضرت علیؑ کا گذر ہوا آپ نے فرمایا: میں تم دونوں سے افضل ہوں کیونکہ میں نے تمام عالم سے پہلے رسول کے ساتھ نماز پڑھی اور ایمان لایا۔ خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ حتیٰ کہ یہ تینوں جھگڑتے ہوئے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیصلہ کے خواستگار ہوئے اس وقت یہ آیت "اجعلۃ ... اجرٌ عظیم" تک نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر منثور جلد ۲ صفحہ 219 سطر 1۔ اس کو بہت سے لوگوں نے نقل کیا مثلاً واحدی۔

★ سورۂ توبہ آیت 100 :

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ١٠٠

ترجمہ:

مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان کی طرف) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیک نیتی سے (قبول ایمان میں) ان کا ساتھ دیا۔خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش اور ان کے واسطے خدا نے (وہ ہرے بھرے باغ) جن کے نیچے نہریں جاری ہیں تیار کر رکھے ہیں اور ہمیشہ ابدالاباد تک ان میں رہیں گے۔یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

حاشیہ:

جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ نے بہت ستایا تو آپ اپنا اصلی وطن چھوڑ کر مدینہ میں جا بسے۔اسی کا نام ہجرت ہے۔اور اسی سے ہجری سن کی ابتدا ہوئی اور جو پردیسی مسلمان گھر بار چھوڑ کر رسول کے ساتھ جا بسے مہاجر کہلائے۔اور ان کی مدینہ کے جن تازہ مسلمانوں نے خبر گیری کی انصار کہلائے۔ان آیات میں دونوں قسم کے لوگوں کی مدح ہے۔مگر سب کی نہیں۔ان میں جو لوگ پہلے ایمان لائے اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ سے پہلے کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا۔چنانچہ خود حضرت علیؑ کہتے ہیں۔

حضرت رسول دو شنبہ کو نبی ہوئے اور سہ شنبہ کو میں ایمان لایا۔ اس کے علاوہ معاویہ کے جواب میں ایک شعر تحریر فرمایا تھا۔ میں تمام اہل اسلام سے پہلے اس وقت ایمان لایا جب سن بلوغ کو بھی نہ پہنچا تھا۔ اس پر اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ دیکھو در منشور شرح ال مضمون مہمہ ثعلبہ صواعق محرقہ وغیرہ وغیرہ۔ ان صفات کے مستحق علیؑ اور صرف علیؑ ہیں۔

★ سورۂ توبہ آیت 119 :

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ۱۱۹

ترجمہ:

اے ایماندارو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ صادقین سے مراد علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۳، صفحہ ۲۹، سطر ا۔ مطبوعہ مصر۔

سورۂ یونس

★ سورۂ یونس۔ آیت 2:

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ

النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۲

ترجمہ:

کیا لوگوں کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا کہ ہم نے انھیں لوگوں میں سے ایک آدمی کے پاس وحی بھیجی کہ (بے ایمان) لوگوں کو ڈراؤ اور ایمانداروں کو نمبر ۲ اس کی خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کی بارگاہ میں بلند درجہ ہے۔ (مگر) کفار ان آیتوں کو (سن کر) کہنے لگے یہ (شخص) تو یقینا صریحی جادوگر ہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علیؑ بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی۔

سورۂ ہود

★ سورۂ ہود۔ آیت 3 :

وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ یُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍ ۳

ترجمہ:

اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا مانگو پھر اس کی بارگاہ میں (گناہوں سے) توبہ کرو تمہیں ایک مقررہ مدت تک اچھے لطف کے فائدے اٹھانے دے گا اور وہی ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی کی (داد) عطا فرمائے گا اور اگر تم نے (اس کے حکم سے) منہ موڑا تو مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے (خوفناک) دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

حاشیہ:

علامہ بن مردویہ سے روایت ہے کہ صاحب فضل سے علی ابن ابی طالبؑ مراد ہیں۔

★ سورۂ ہود آیت 86 :

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۵ وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ۸۶

ترجمہ:

اگر تم سچے مومن ہو تو خدا کا تمہارے واسطے کہنا اچھا ہے۔ اور میں تو کچھ تمہارا نگہبان نہیں۔

حاشیہ:

صباغی جو اہلسنت کے ایک زبردست عالم ہیں قیمہ میں ایک طولانی حدیث امام آخر الزماں کے ظہور کے علامات میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ اس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اس وقت ہمارا قائم ظہور کرے

گا اور خانہ کعبہ کی دیوار پر سہارا دے کر کھڑا ہو گا اور خاص مومنین سے تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی اس کے پاس جمع ہوں گے۔ تو وہ سب سے پہلے اس آیت "بقیہ اللّٰہ ... انا علیکم بحفیظ"۔ کی تلاوت کرے گا۔ اور کہے گا میں بقیہ اللہ اور اس کا خلیفہ اور تم پر اس کی حجت ہوں۔ اس وقت سے تمام لوگ "بقیۃ اللّٰہ" اس کی طرف خطاب کریں گے۔

سورۂ یوسف

★ سورۂ یوسف۔ آیت 108 :

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۰۸

ترجمہ:

(اے رسول) ان سے کہہ دو میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میرا پیشرو نمبرا (دونوں) مضبوط دلیل پر میں اور خدا ہر عیب (نقص سے) پاک و پاکیزہ ہے۔ اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

حاشیہ:

کوئی بھی اس کا منکر نہیں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بچپن ہی میں اپنی پرورش اور پرداخت میں لے لیا تھا۔ اور ہر وقت سایہ کی

طرح ساتھ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت رسول ﷺ خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے تو سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والے بھی حضرت علیؑ تھے۔ جب یہ آیت انذار عشیرتك نازل ہوئی اس وقت بھی آپ ہی نے سب پر سبقت لی پھر اسلام کو عروج ہوا اور جہاد کا حکم ہوا۔ اس وقت تکلیف و آرام میں آپ کے سوا دوسرا ساتھ دینے والا نہ تھا۔ ان تمام باتوں سے صاف ظاہر وواضح ہے کہ رسول کا سچا تابعدار اور پیرو حضرت علیؑ کے سوا دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اور اس آیت میں " ان اتبنی " کا مصداق آپ کے سوااور کوئی نہیں اور یہی وجہ ہے خدا نے بعینہٖ واحد فرمایا۔ ورنہ اور لوگ بھی مراد ہوتے۔

سورۂ رعد

★ سورۂ رعد آیت 4 :

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۴

ترجمہ:

ان کے لئے اس میں قدرت خدا کی بہتری نشانیاں ہیں اور خود زمین میں دیکھو بہت سے ٹکڑے باہم ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ اور

کھیتی اور حرمون کے درخت بعض کی ایک جڑ اور دو شاخیں اور بعض اکیلا (ایک ہی شاخ کا) حالانکہ سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں اور پھلوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں۔ بیشک جو لوگ عقل والے ہیں ان کے لئے اس میں (قدرت خدا کی) بہتری نشانیاں ہیں۔

حاشیہ:

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول ﷺ کو کہتے سنا کہ دنیا کے لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔ اے علیؑ تو اور میں ایک درخت سے ہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی (وجنات وزرع ...الخ) دیکھو تفسیر ثعلبی، فاتحہ سابعہ غالباً یہ اشارہ اسی حدیث کی طرف ہے جس کو آپ نے فرمایا: "اناوعلی من نور واحد"

★ سورۂ رعد۔ آیت 8:

اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَ مَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَ مَا تَزۡدَادُ وَ كُلُّ شَىۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ ۸

ترجمہ:

اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔ ہر مادہ جو اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ بچہ دانوں کا گھٹنا بڑھنا بھی (تو وہی جانتا ہے) اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک انداز سے ہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ ، ابن جریر اور ابو نعیم نے معفرت میں دیلمی ، ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کی ہے۔ کہ جب یہ آیت انما انت منذر ولکل قوم ھاد) نازل ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا انا منذر (یعنی میں ڈرانے والا ہوں پھر اپنے ہاتھ سے علیؑ کے شانے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: انت ھادی یا علی بك تھتدی

اے علیؑ ! تم ہی ہدایت کرنے والے ہو۔ اور میرے بعد تمہارے ذریعہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پائیں گے۔ اور اسی روایت کو اختلاف الفاظ ابن مردویہ نے ابو برزہ سلمی سے اور ضیا فی المختار نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن احمد نے زواید مسند میں اور ابن حاتم اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم من روایت کی ہے۔ ابن مردویہ اور ابن عساکر نے خود علیؑ سے یہ روایت کی ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۴۔ صفحہ ۴۵ ۔ سطر ۱۲ تا ۲۰ مطبوعہ مصر۔

نوٹ:

اس سے فقط حضرت علیؑ کی امامت و خلافت بلا فصل ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ دوازدہ امام کی امامت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے اور رسول نے اسے منحصر کر دیا ذات علیؑ میں تو قیامت تک ہر قوم کے ہادی علیؑ ہوں گے یا ان کی اولاد۔

★ سورۂ رعد۔ آیت 19 :

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۱۹

ترجمہ:

(اے رسول) بھلا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا بالکل ٹھیک ہے کبھی اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو مطلق اندھا ہے۔

حاشیہ:

علامہ ابن مردویہ جو اہل سنت کے ایک بڑے عالم ہیں انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس شخص سے علی ابن ابی طالبؑ مراد ہیں۔

★ سورۂ رعد۔آیت 29:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ۲۹

ترجمہ:

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان کے واسطے (بہشت میں) طوبیٰ اور خوشحالی اور اچھا انجام ہے۔

حاشیہ:

ابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ طوبیٰ بہشت

میں ایک درخت ہے جس کی جڑ علی بن ابی طالبؑ کے گھر میں ہے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں جس میں اس کی ایک شاخ نہ ہو۔ پھر ابن ابی حاتم نے ایک دوسری حدیث میں فرقد سنجی سے ر روایت کی ہے کہ خدا نے انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ میرے کام میں سعی کرو میرا کہا مانو اے بتول باکرہ کے بیٹے میں تم کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور تم کو اور تمہاری ماں کو سارے جہان کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا تو تم میری عبادت کرو۔ اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کی خدایا میں کون سی کتاب مضبوطی سے پکڑوں حکم ہوا۔ انجیل کو مضبوطی سے لئے رہو اور سریانیہ والوں کے سامنے کو اس کو بیان کرو اور ان کو خبر دو کے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں حی، قیوم، بدیع، دائم ہوں کبھی فنا نہ ہوں گا۔ تو خدا اور اس کے رسول بنی امی ﷺ پر جو آخر زمانہ ہیں ہو گا ایمان لاؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ اور اس نبی کی متابعت کرو۔ جو اونٹ پر سوار اور بدن پر بال کے کپڑے ہاتھ میں عصا اور سر پر تاج رکھے گا اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور بھنویں ملی ہوئی ہوں گی۔ صاحب سا ہو گا۔ اس کی نسل اس مبارک عورت سے جاری ہو گی جس کا نام خدیجہؓ ہو گا۔ اس عورت کے واسطے خدا نے موتی کا محل بنوایا ہے۔ جس میں سونے کا کام کیا ہو گا اس میں نہ کوئی تکلیف ہو گی اور نہ رنج اس کی ایک بیٹی ہو گی جس کا نام فاطمہؑ ہو گا۔ اس کے دو بیٹے ہونگے حسنؑ و حسینؑ جو شہید

ہوں گے۔ جو شخص اس نبی کے زمانہ میں موجود ہو اس کی باتیں سنے اس کیلئے طوبیٰ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے عرض کی یہ طوبیٰ کیا ہے حکم ہوا یہ بہشت کا ایک درخت ہے جس کو میں نے اپنی قدرت سے بویا ہے۔ اور میرے فرشتوں نے اسے قائم رکھا۔ اس کی جڑ "رضوان" سے ہے اور اس کا پانی تسنیم سے ۔ دیکھو تفسیر در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۴۔ صفحہ 59 سطر ۲۵، ۲۹تا ۳۷۔ مطبوعہ مصر۔

★ سورۂ رعد۔ آیت 43:

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۴۳

ترجمہ:

(اے رسول) کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تو تم (ان سے) کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص (ا) جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے کافی ہے۔

حاشیہ:

اکثر مفسرین اس کے قائل ہیں کہ شخص سے مراد علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ چنانچہ عاصمی نے زین الفتی ذکر کیا ہے اور ثعلبی نے عبداللہ میں عطا سے روایت کی ہے کہ عبدبن اسلام کہتے تھے "من عندہ علم الکتاب" سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ اکثر

فرمایا کرتے تھے " سلونی سلونی قبل ان تفقدونی " مجھ سے میرے مرنے کے قبل جو چاہو پوچھو۔

اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سعید بن منصور وابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی کتاب ناسخ میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا " من انندہ علم الکتاب سے عبداللہ بن سلام مراد ہیں تو کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے سورۂ مکہ میں نازل ہوئی اور عبداللہ بن سلام مدینہ میں اسلام لائے۔ اس سے بالاتر سنئے ابن منذر نے ثعلبی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام کی شان میں کوئی آیت ہی نازل نہیں ہوئی۔ دیکھو تفسیر سیوطی جلد ۴۔ صفحہ ۶۹ سطر ۲۰ سے ۲۳۔ مطبوعہ مصر۔

سورۂ ابراہیم

★ سورۂ ابراہیم آیات 24،25:

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِى السَّمَآءِ ۲۴ تُؤۡتِىۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيۡنٍ بِاِذۡنِ رَبِّهَا وَ

يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ۲۵

ترجمہ:

(اے رسول) کیا تم نے نہیں دیکھا خدا نے اچھی بات (مثلاً کلمہ توحید) کی کیسی اچھی مثال بیان کی ہے کہ (اچھی بات) گویا ایک پاکیزہ ا درخت ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی ٹہنیاں آسمان میں (لگی) ہوں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمہ وقت پھلا پھولا رہتا ہے ارو خدا لوگوں کے واسطے (اس لئے) مثالیں یہاں فرماتا ہے تاکہ لوگ نصیحت و عبرت حاصل کریں۔

حاشیہ: ایک حدیث میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اس درخت کی جڑ ہیں ہوں اور علیؑ اس کی ڈال اور ائمہ اس کی شاخیں اور ہمارا علم اس کے پھل اور مومنین شیعہ اس کے پتے ہیں۔

سورۂ حجر

★ سورۂ حجر۔ آیت 41:

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسۡتَقِيۡمٌ ۴۱

ترجمہ:

خدا نے فرمایا کہ یہی راہ سیدھی ہے۔ کہ مجھ تک پہنچتی ہے۔

حاشیہ:

یہ ترجمہ قرآن کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہے لیکن اس میں علاوہ بھونڈے معنی ہونے کے ایک بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس صورت میں ایک نیا جملہ محذوف ماننا پڑے گا چنانچہ بیضوی نے لکھا ہے کہ اصل اس کی یوں ہو گی۔

هذا صراط علی حق علیٰ ان ارعیه۔

حالانکہ محذوف ماننا اور وہ بھی جملہ کی ہر عبارت کے لئے عیب ہے خصوصاً قرآن کی واسطے تو کس طرح جائز ہی نہ ہو گا۔ اس کے علاوہ اس صورت میں خدا لحاظ اور خیال کرنے کو وجوب ثابت ہو گا۔ حالانکہ اہلسنت کسی چیز کو خدا پر واجب نہیں کہتے ان ہی خرابیوں پر نظر کرکے بعض قراء نے هذا صراط علیٰ مستقیم پڑھا ہے۔ اور اس کو بھی بیضوی نے ذکر کیا ہے اس بنا پر علیؑ فعیل کے وزن پر بلند کے معنی میں ہو گا اور آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ بلند راستہ سیدھا ہے۔ حالانکہ یہ توجیہہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ راستہ کی خوبی سیدھا ہونا ہے نہ بلند ہونا۔ اس کے علاوہ بلندی ایک نسبتی اور اضافی چیز ہے۔ پستی ہو تو بلندی ہو۔ اور جب پستی اور بلندی دونوں چیزیں پائی گئی تو راستہ سیدھا ہو ہی نہیں سکتا اور جب یہ دونوں ہی صحیح نہ رہیں تو اب تیسری قراۃ هذا صراط علیٰ مستقیم کی صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں نہ کوئی لفظی خرابی لازم آتی ہے نہ معنوی اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ علیؑ کی

راہ سیدھی راہ ہے اور اس میں خدا کی طرف سے حضرت علیؑ کے نام کی تصریح اور اعلان عام ہے کہ حضرت ہی کا دین سیدھا اور مستقیم ہے۔ اور ان ہی کے پیرو سیدھے جنت میں پہنچے گے اور یہ آپ کا شرف عظیم ہے اور فخر جسیم ہے۔ یہی تفسیر اہلبیت بھی شامل ہے۔

اور اسی کو مؤید وہ روایت ہے جو حسن بصری سے منقول ہے کہ وہ آیت کو یوں ہی پڑھتے اور کہتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علی ابن ابی طالبؑ کی راہ ہے اور اس کا دین سیدھا دین اور راستہ ہے۔ پس انہی کی پیروی کرو اور اسی کو تھامے رہو۔ کیونکہ اس میں کوئی کجی نہیں۔ (مناقب خوارزی)

★ سورۂ حجر آیت 47:

وَ نَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ۴۷

ترجمہ:

(دنیا کی تکلیفوں سے) جو کچھ ان کے دل میں ارنج تھا اس کو بھی ہم نکال دینگے اور یہ باہم ایک دوسرے آمنے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہونگے جیسے بھائی بھائی۔

حاشیہ:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے آنجناب رسالتمآبؐ

سے عرض کی میں آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں یا فاطمہؑ آپ نے فرمایا: وہ زیادہ محبوب ہے اور تم زیادہ عزیز ہو۔ اور گویا میں تمہارے ساتھ حوض کوثر پر ہوں اور تم وہاں سے لوگوں کو ہٹا رہے ہو۔ اور حوض کوثر پر آسمان کے ستاروں کے شمار ٹوٹی دار کنستر رکھے ہیں اور تم حسن، حسین، فاطمہ، عقیل اور جعفر علیہم السلام بہشت میں ہو اور ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہو اور تم میرے ساتھ ہو۔اور تمہارے شیعہ بہشت میں ہوں گے۔ اس وقت آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت رسول ﷺ نے تمام اصحاب میں بھائی چارہ قرار دیا۔ اور جناب امیر کو چھوڑ دیا تو آپ نے حضرت رسول سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ! جب میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اصحاب میں بھائی چارہ قرار دیا تو ناامیدی اور یاس کی وجہ سے میری روح نکلنے لگی اور میری کمر ٹوٹ گئی۔ اگر یہ کسی خفگی یا ناراضگی کی وجہ سے ہے تو معاف فرمایئے۔

آپ نے فرمایا: اے علیؑ قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ معبوث کیا میں نے تمہیں صرف اپنے واسطے پیچھے کیا ہے تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون۔اور تم میرے وارث ہو۔

حضرت علیؑ نے عرض کی میں آپ کا کس چیز میں وارث ہوں گا

فرمایا: جن چیزوں میں انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

پھر پوچھا: آخر انبیاء کے وارث کن کن چیزوں کے ہوتے ہیں

فرمایا: خدا کی کتاب اور نبی کی حدیث کے اور تم میرے ساتھ میرے قصر جنت میں فاطمہؑ کے ساتھ ہوگے اور تم میرے بھائی میرے رفیق ہو اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اور فرمایا: ہم سب باہم خدا کے بارے میں دوست ہیں۔ کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنا ہو گا۔ (در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۳ مطبوعہ مصر)

سورۂ نحل

★ سورۂ نحل آیت 43:

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۴۳

ترجمہ:

(اے رسول) تم سے پہلے آدمیوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا گئے۔ جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو (تم اہل مکہ سے کہدو کہ) اگر تم خود نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر (عالموں) سے پوچھو۔

حاشیہ:

قرآن میں جابجا خدا نے لفظ ذکر سے حضرت رسول ﷺ کو مراد

کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ قل انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایاته الایة۔ اور اس آیت میں بھی ذکر سے حضرت رسول مراد ہیں۔ تو اہل ذکر سے اہلبیت ائمہ معصومین مراد ہوئے۔ اسی بنا پر معاویہ بن عماذ وہبی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے آپ نے اس آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا ہم اہل ذکر ہیں۔ دیکھو فصول مہمہ

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ باوجود کہ نماز پڑھتے روزہ رکھتے اور حج و عمرہ کرتے ہیں مگر منافق کے منافق ہیں۔

کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ایسے شخص پر نفاق کیونکر داخل ہوا

آپ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ وہ اپنے امام پر طعن کرتا ہے اس کو برا کہتا ہے اور اس کا امام وہ شخص ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون سے ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو۔ تفسیر در منشور جلد ۳ صفحہ ۱۹ مطبوعہ مصر۔ اس روایت کو ابن مردویہ نے بھی انس بن مالک کی سند سے بیان کیا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل

★ سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت 26:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۲۶

ترجمہ:

اگر تم واقعی نیک ہو گے (اور بھولے سے ان کی خطا کی تو وہ تم کو بخش دے گا) کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں کا بڑا بخشنے والا ہے۔ اور قرابت داروں ا اور محتاج اور پردیسی کو ان کا حق دے دو۔

حاشیہ:

ابن جریر نے حضرت علی بن حسینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک شامی مرد سے پوچھا تو نے قرآن پڑھا ہے بولا ہاں پڑھا ہے کیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل میں " ذات ذالقربیٰ حقہ " نہیں پڑھا۔ بولا ہاں یعنی آپ ہی وہ قرابتدار سن چکے حق دینے کا خدا نے حکم دیا۔ پھر بزاز ابو العلی ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور فدک عطا فرمایا اور یہ روایت ابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۴۔ صفحہ ا سطر ۱۹ صفحہ ۱۷۷ سطر ۱۵ مطبوعہ مصر۔ اور یہی روایت معرج النبوۃ میں بھی ہے۔

★ سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت 71:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۷۱

ترجمہ:

جب ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشوا اُن (ا) کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جس کا نامہ عمل ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ (خوش خوش) اپنا نامہ عمل پڑھیں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت "یوم ندعوا کل اناس بامامھم " کی تفسیر میں ارشاد فرمایا" یدعی کل قوم بامام زیانھم و کتاب الھہ و سنت نیھم "کہ ہر قوم کو اپنے زمانے کے امام اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔ (تفسیر در منشور جلد ۴۔ صفحہ ۱۹۴ سطر ۵ مطبوعہ مصر)

اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور اس بنا پر اس وقت امام عصر کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

★ سورۂ بنی اسرائیل آیت 80:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۸۰

ترجمہ:

(قیامت کے دن) خدا تم کو مقام محمود تک پنچائے ااور یہ دعا مانگا کرو کہ اے میرے پروردگار مجھے (جہان) پہنچا اچھی طرح پہنچا۔ اور مجھے جہاں سے نکال تو اچھی طرح سے نکال اور مجھے خاص اپنی بارگاہ سے ایک حکومت عطا فرما۔

حاشیہ:

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے چلے تو خدا کا یہ حکم پہنچا۔ آپ نے دعا کی اور خدا نے اسے قبول فرمایا۔ اور سچ کر دکھایا کہ جب فتح مکہ ہوئی تو آپ خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور اس کو بتوں سے پاک کیا چنانچہ اس وقت کے واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں جابر بن عبداللہ انصاری سے یوں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مکہ میں رسول کے ساتھ داخل ہوئے اور خانہ کعبہ میں آئے تو تین سو ساٹھ بت کعبہ کے گرد عرب کے مختلف قبیلوں کے پوجنے کے واسطے نسب تھے حضرت رسول ﷺ نے ان کو گرانے کا حکم دیا چنانچہ وہ سب بت گرائے گئے اور آخر ایک بہت بڑا بت جس کا نام ہبل تھا اور وہ اوپر نصب تھا۔ باقی رہ گیا جب آپ نے اس کو دیکھا تو حضرت علیؑ سے فرمایا تم میرے شانے پر چڑھو یا میں تمہارے شانے پر چڑھوں۔ اور اس کو گراؤں۔ حضرت علیؑ عرض کی آپ میرے شانے پر چڑھیں۔ غرض رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کے شانے پر چڑھے تو حضرت علیؑ فرماتے ہیں مجھے اس وقت نبوت کا بار بہت گراں گزرا اور مجھ سے یہ بھی نہ ممکن تھا کہ میں آپ کو حرکت دے سکوں تب آپ اتر گئے اور مجھے اپنے شانے پر سوار کیا۔ غرض میں جب سوار ہوا تو خدا کی قسم میں نے اپنے آپ کو اس قدر بلند پایا اگر چاہتا تو میں آسمان کو چھولیتا۔ سچ ہے!

علی علیہ السلام بر دوش احمد چشم بد دور
عیاں شد معنی نور علی علیہ السلام نور

میں نے ہبل کو اکھاڑ کر زمین پر پھینکا اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" اس کے بعد میں آپ کے شانے پر سے کود پڑا تو مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔

سورۂ مریم

★ سورۂ مریم۔ آیت 96:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ۹۶

ترجمہ:

بیشک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کئے عنقریب ہی خدا ان کی محبت (لوگوں کے دلوں میں) پیدا کر دے گا۔

حاشیہ:

ابن مردویہ اور ویلمی برار سے روایت کی ہے۔ جناب رسالتمآب ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ کہو خداوند ا اپنی بارگاہ میں میرے عہد و پیمان اور محبت قرار دے اور مومنین کے دل میں میری محبت قائم کر۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن عباس اور خود علیؑ سے یہ روایت منقول ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۴ صفحہ 287 سطر ۱۱ مطبوعہ مصر۔

سورۂ طٰہٰ

★ سورۂ طٰہٰ۔ آیات 25تا35:

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ۲۵ وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۲۶ وَاحۡلُلۡ
عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ۲۷ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ۲۸ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ ۲۹
هٰرُوۡنَ اَخِی ۳۰ اشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِیۡ ۳۱ وَ اَشۡرِکۡهُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۳۲ کَیۡ نُسَبِّحَکَ
کَثِیۡرًا ۳۳ وَّ نَذۡکُرَکَ کَثِیۡرًا ۳۴ اِنَّکَ کُنۡتَ بِنَا بَصِیۡرًا ۳۵

ترجمہ:

موسیٰ نے عرض کی پروردگار (میں جانتا ہوں مگر) میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما (دلیر بنا) اور میرا کام میرے لئے آسان بنااور میری زبان سے (لکنت کی) گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ

لیں۔ اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر (بوجھ اٹھانے والا) بنا دے۔ اس کے ذریعے میری پشت کو مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں مل کر کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور کثرت سے تجھے یاد کریں۔ تو تو ہماری حالت دیکھ ہی رہا ہے۔

حاشیہ:

روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ ایک پہاڑ کے پاس کھڑے ہو کر خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے: خدایا میں بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان بنااور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لیں اور میرے اہل بیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنااور اس کے ذریعے میری پشت کو مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں مل کر کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور کثرت سے تجھے یاد کریں۔ تو تو ہماری حالت دیکھ ہی رہا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ مصر)

سورۂ انبیاء

★ سورۂ انبیاء آیات 7:

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ:

(اے رسول) ہم نے تم سے پہلے بھی آدمیوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا تھا ان کے پاس وحی بھیجا کرتے تھے۔ تو اگر تم خود نہیں جانتے تو عالموں سے پوچھ دیکھو۔

حاشیہ:

علمائے اہل سنت اس میں مختلف ہیں کہ اہل ذکر سے کون لوگ مراد ہیں۔ اہل کتاب کے علماء بعض قرآن کو بعض ہر زمانہ کے علماء کو لیکن ان میں سے کوئی بھی خدا لگتی بات نہیں۔ کیونکہ اگر اہل کتاب کے علماء مقصود ہوں تو ان سے ہدایت کیا ہوگی وہ تو اپنی طرف بھیجیں گے اور قران و علماء بھی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر ہدایت ہیں یہی کافی ہوتے تو اتنا اختلاف کیوں ہوتا۔ اس سے محض حضرت آئمہ کا مقصود ہونا منحصر ہے۔ اور یہی بعض احادیث کا مضمون ہے جبکہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ ہم اہل ذکر ہیں۔

★ سورۂ انبیاء۔ آیت 101 :

اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ ۱۰۱

ترجمہ:

البتہ جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی (تقدیر میں لکھی جاچکی) وہ لوگ دوزخ سے دور ہی دور رکھے جائیں گے۔

حاشیہ:

ابن ابی حاتم ، ابن عدی اور ابن مردویہ نے نعمان بشیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ " انا منہم " میں ان ہی لوگوں میں ہوں۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۷ ۲۔ مطبوعہ۔ مصر۔ و تفسیر در منشور جلد ۴ صفحہ 339۔

سورۂ حج

★ سورۂ حج آیات 78،77:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ارۡكَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمۡ وَ افۡعَلُوا الۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۷۷السجدۃ وَ جَاهِدُوۡا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجۡتَبٰكُمۡ وَ مَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ۵ مِنۡ قَبۡلُ وَ فِىۡ هٰذَا لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ وَ تَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ

فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ۔۷۸

ترجمہ:

اور جو حق جہاد کرنے کا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ ا اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور امور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اسی (خدا) نے تمہارا پہلے سے مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا اور اس قرآن میں بھی۔ (تو جہاد کرو) تاکہ رسول تمہارے مقابلہ میں گواہ بنیں اور تمام لوگوں کے مقابلے میں گواہ بن اور تم پابندی سے نماز پڑھا کرو۔ اور زکوۃ دیتے رہو۔ اور خدا ہی (کے احکام) کو مضبوط پکڑو وہی تمہارا سرپرست ہے تو کیا اچھا سرپرست ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا: کیا ہم قرآن میں یہ آیت (جس طرح) شروع میں تم نے جہاد کیا اسی طرح آخر زمانہ میں جو حق جہاد کرنے کا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو) نہ پڑھتے تھے لیکن وہ زمانہ آخر کب ہوگا

حضرت عمر نے فرمایا: جس زمانہ میں بنو امیہ حاکم ہوں گے۔ اور مغیرہ کی اولاد وزیر ہو گی۔ بیہقی نے بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ (در منثور جلد ۴۔ صفحہ ۳۷۱۔ مطبوعہ مصر)

ظاہر ہے مغیرہ کی اولاد یزید کے زمانہ میں وزارت پر فائز تھی کیونکہ سب سے پہلے جس شخص نے معاویہ سے بیعت یزید کی تحریک کی اور لوگوں سے بیعت کرائی وہ مغیرہ کوفہ کا گورنر تھا۔ جس نے کوفہ کے چالیس آدمیوں کو اپنے بیٹے کے ساتھ معاویہ کے پاس یزید کی بیعت کے واسطے بھیجا تھا۔ اور جب وہ لوگ بیعت کر چکے تو معاویہ نے اس کے بیٹے سے تنہائی میں پوچھا: تیرے باپ نے ان لوگوں کا دین وایمان کتنے میں خرید کیا۔ وہ بولا چار سو دینار کے ساتھ تو معاویہ نے کہا پھر تو بہت ارزاں ہے۔

اللہ اکبر معاویہ کو بھی اپنی بے ایمانی اور مخالفت حق کا اس قدر یقین تھا۔ بہر حال یہ زمانہ جس کو خدا فرماتا ہے امام حسینؑ کے جہاد کا زمانہ اور آپ کے جہاد علیم کا ذکر ہے اور خدا آپ کا ساتھ دینے کا حکم فرماتا ہے۔

سورۂ مومنون

★ سورۂ مومنون 1 تا 10 :

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۱ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۲ وَ
الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۳ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۴ وَ
الَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ
اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ ۶ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الۡعٰدُوۡنَ ۷ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۸ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ

عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۹ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۱۰

ترجمہ:

البتہ وہ ایمان والے راستگار ہوئے۔ جو اپنی نمازوں میں (خدا کے سامنے) گڑگڑاتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ (ادا) کیا کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) بچاتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا اپنی زر خرید لونڈیوں سے کہ ان پر ہرگز الزام نہیں ہو سکتا۔ پس جو شخص اس کے سوا (کسی اور طریقہ سے شہوت پرستی) کی تمنا کرے تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کیا کرتے ہیں (آدم کی اولاد میں) یہ لوگ سچے وارث ہیں۔

حاشیہ:

محمد بن محمود قزدینی شافعی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے اور حضرت رسول ﷺ دیکھنے آئے تو رسول کو دیکھتے ہی ہمکے اور عرض کی السلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا حالانکہ اس وقت تک قرآن نازل ہونا شروع بھی نہیں ہوا تھا۔ سورۂ مومنون کو شروع سے خالدون تک پڑھا تو حضرت نے فرمایا: اے علیؑ تمہاری وجہ سے ان مومنوں نے رستگاری پائی۔

وارث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں قرابت کی وجہ سے کسی شخص کا ترکہ بغیر قیمت خرچ کئے ملتا ہے اسی طرح یہاں ایمان اور نیکی کی وجہ سے خدا کی بارگاہ سے قربت حاصل ہو گی اور بغیر کچھ دام دیئے بہشت مل جائے گی۔ خدا تو سارے آسمان اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثل ایسی ہے جیسے ایک طاق (سینہ) ہے جس میں ایک روشن چراغ علم و شریعت ہو اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل (دل) میں ہو اور قندیل (اپنی تڑپ میں) گویا ایک جگمگاتا ہوا روشن ستارہ و چراغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے (تیل) سے روشن کیا جائے جو نہ پورب کی طرف ہو اور نہ پچھم کی طرف (بلکہ بیچوں بیچ میدان میں) اس کا تیل (ایسا شفاف ہو کہ) اگرچہ آگ اسے چھوئے بھی نہیں۔ تاہم ایسا معلوم ہو کہ آپ ہی آپ روشن ہو جائے گا غرض ایک نور نہیں بلکہ نور علی نور (نور کی نور پر جوت پڑ رہی ہے خدا اپنے نور کی طرف سے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور خدا لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور خدا ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

حسن بصری اور ابو الحسن مغازی شافعی سے روایت ہے کہ مشکوٰۃ سے مراد حضرت فاطمہؑ اور مصباح سے مراد حسنینؑ اور شجر مبارک سے حضرت ابراہیم شرقی و غربی نہ ہونے سے حضرت فاطمہؑ کا یہودی و نصرانی نہ

ہونا ”یکاد زیتھا“ سے ان کی کثرت علم اور نور علی نور سے ایک امام کے
بعد دوسرا امام اور ”یھوی اللہ لنورہ“ سے ان کی اولاد و محبت مراد ہے۔
جس کو علامہ جلال الدین نے ذکر کیا ہے۔ کہ انس بن مالک اور بریدہ سے
ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول نے اس کے بعد والی
آیت ”فی بیوت اذن اللہ“ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی یا
حضرت اس سے کون گھر مراد ہیں آپ نے فرمایا: انبیاء کے گھر یہ سن کر
حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کے گھر کی طرف اشارہ
کرکے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ گھر بھی انہیں گھروں میں ہے آپ نے
فرمایا ہاں بلکہ ان میں بھی سب سے بہتر و افضل ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور
جلد ۵ سطر ۳۔ مطبوعہ مصر۔ اور اس روایت کو ثعلبی نے بھی ذکر کیا ہے۔

سورۂ نور

★ سورۂ نور آیات: 52،51:

اِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ
لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ
الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۵۱ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَخۡشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ
ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۵۲

ترجمہ:

ہم نے حکم سنا اور دل سے مان لیا۔ اور یہ لوگ (آخرت میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے اور خدا سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

حاشیہ:

اگرچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس اشارہ اس جھگڑے کی طرف ہے جو بشر منافق اور ایک یہودی میں تھا۔اور یہودی حضرت رسول کے حق فیصلہ کرنے اور اپنے حق ہونے کی وجہ سے آپ کو حکم قرار دینا چاہتا تھا۔ اور بشر کعب بن اشرف یہودی کو۔ مگر صاحب کشاف بیضاوی نے تصرتح کی ہے یہ قصہ علی بن ابی طالبؑ اور مغیرہ وائل کا ہے۔ اور مغیرہ نے حضرت رسول کو حکم قرار دینے سے انکار کیا۔ اور خواہ مخواہ ظلم کا الزام لگایا۔ اور بلخی نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علیؑ سے ایک زمیں خرید کی تھی اور اس میں پتھر نکل آنے کی وجہ سے واپس کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علیؑ نے واپسی سے انکار کر دیا۔ اور اپنا حکم رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا۔ اس پر حکم بن ابی العاص نے حضرت عثمان سے کہا کہ تم اس کو نہ مانو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچازاد بھائی کے خلاف ہرگز نہ کریں گے۔ اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔

سورۂ فرقان

★ سورہ فرقان۔ آیات 54:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۵۴

ترجمہ:

اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔ اور (اے رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر (ا) پر قادر ہے۔

حاشیہ:

فصول مہمہ میں محمد بن یرین سے روایت کی ہے کہ یہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول کے چچا زاد بھائی اور ان کی بیٹی کے حضرت فاطمہؑ کے شوہر تھے۔ تو جناب امیرؑ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے بھائی اور جناب زہرا کے رشتہ سے داماد ہوئے۔

سورۂ شعراء

★ سورۂ شعراء۔ آیات 15:

قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۱۵

ترجمہ:

(اے رسول) تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔ ااور جو مومنین تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان کے سامنے اپنا بازو جھکاؤ (تواضع کرو)۔

حاشیہ:

صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اس آیت کی شان نزول میں یہ روایت ابن عباس سے ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول نے مجھ سے فرمایا خدا کا ایسا حکم ہے۔ مگر چونکہ میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کو اس حکم کے سنانے سے رنج کے سوا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس وجہ سے میں ساکت تھا۔ مگر پھر دوبارہ باعتاب حکم آیا اب کوئی چارہ نہیں۔ تو تم کچھ روٹی بکری کی ایک ران تھوڑا دودھ کا سامان کر رکھو شب شام ہوئی تو آپ نے قریش میں عباس، حمزہ، ابولہب، ابوطالب ایسے چالیس آدمیوں کو بلا بھیجا۔ اور وہ کھانا ان کے سامنے رکھا گیا۔ آپ نے پہلے اپنا ہاتھ لگایا۔ اس کے بعد ان سے کھانے کو کہا۔ سب کے سب کھا کر سیر ہو گئے حالانکہ وہ کھانا بظاہر ایک آدمی سے زیادہ کے کھانے

کا نہ تھا۔ اب آپ نے چاہا کچھ بات کریں۔ کہ ابو لہب مردود نے بات کاٹ کر کہا تمہارے صاحب نے بڑا سخت جادو کیا۔ یہ سنا تھا کہ سب کے سب چل دیئے۔ دوسرے دن پھر حضرت نے اسی سامان کا حکم دیا اور کھانے کے بعد آپ نے فرمایا اے فرزندان عبد مناف میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لے کر آیا ہوں۔ اور ایسی اچھی خبر لایا ہوں کہ اس کے قبل کوئی تمہارے لئے نہیں لایا۔ اور مجھے خدا نے تمہیں اس کی طرف دعوت کا حکم دیا ہے۔ تو تم میں سے کون ایسا ہے جو میرا وزیر بنے اور میرے کام ہیں میری مدد کرے۔ تا کہ وہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ تمہارے درمیان ہو کسی نے کوئی جواب نہ دیا مگر حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسی طرح حضرت نے تین مرتبہ فرمایا اور بجز حضرت علیؑ کے کسی نے جواب نہ دیا جب آپ نے فرمایا تو ہی میرا وزیر میرا وصی میرا بھائی میرا خلیفہ ہے۔ اور یہ روایت باختلاف الفاظ تفسیر در منشور، سند ابن حنبل، ریاض القوۃ وغیرہ کتب اہلسنت میں بھی مذکور ہے۔

سورۂ عنکبوت

★ سورۂ عنکبوت۔ آیات 1 تا 3 :

الٓمّٓ ۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۲ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ۳

ترجمہ:

کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ (صرف) اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا۔ ۱ (ضرور لیا جائے گا) ہم نے تو ان لوگوں کا بھی امتحان لیا جو ان سے پہلے گزر گئے۔ غرض خدا ان کو لوگوں کو جو سچے (دل سے ایمان لائے) ہیں یقینا علیحدہ دیکھے گا اور جھوٹوں کو بھی (علیحدہ) ضرور دیکھے گا۔

حاشیہ: کشف الحق و نہج الصدق میں مروی ہے کہ جناب امیر نے حضرت رسول ﷺ سے عرض کی یہ آزمائش کی جائے گی اور تمہارا مقابلہ کیا جائے گا تو تم مقابلہ کے لئے تیار ہو اس کا مطلب واضح طور پر یہ ہوا کہ تکلیف الٰہی جسے ایمان کہتے ہیں بغیر علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے پوری نہیں ہو سکی اور ان ہی کی ولایت کا امتحان لیا جائے گا۔

سورۂ الم سجدہ

★ سورۂ الم سجدہ آیت 18 :

اَفَمَنۡ کَانَ مُؤۡمِنًا کَمَنۡ کَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسۡتَوٗنَ ۱۸

ترجمہ:

توکیا جو شخص ایماندار ہے اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو بدکار ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

حاشیہ:

ایک دفعہ ولید بن عقبہ بن معیط حضرت علیؑ کے فضائل و مراتب سے جل کر کہنے لگا یا علیؑ تم ابھی بچے ہو اور میں جوان ہوں تم سے قوت میں زیادہ زبان آوری میں تیز نیزہ بازی میں تیز اور لشکر میں ثابت قدم ہوں آپ نے اس کے جواب میں فرمایا تیری بھی یہ مجال ہے کہ میرے مقابلہ میں گفتگو کرے کہیں مومن اور بدکار برابر ہو سکتے ہیں خدا نے بھی آپ کی تائید کی اور یہ آیت نازل کی یہ مضمون اہل سنت کے بھی اکثر کتب میں مذکور ہے۔ دیکھو کتاب الاغانی اور وحدی اور اس کو ابن مردویہ خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے بھی ابن عباس کی سند سے بیان کیا ہے۔ ان ہی حضرت ولید کو حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا تھ۔ تو ایک دن نشہ میں صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائی تھیں اور پھر مومنین سے کہا تھا میں اس وقت خوش ہوں اگر کہو تو اور زیادہ کروں جب یہ خبر عثمان تک پہنچی اور لوگوں کی شہادت گزری اور جناب امیر سے مشورہ کیا تو آپ نے اسی (۸۰) کوڑے مارنے کی رائے دی اور اسی وجہ سے ولید نے حضرت علیؑ سے آپ کی خلافت ظاہری کے بعد بھی بعیت نہ کی تھی۔

سورۂ احزاب

★ سورۂ احزاب۔ آیت 33:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ۳۳

ترجمہ:

اپنے گھروں میں نچلی بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو اور پابندی سے نماز پڑھا کرو اور برابر زکوۃ دیا کرو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے پیغمبر کے اہلبیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) برائی سے دور رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ ویسا پاک رکھے۔

حاشیہ:

اس حکم کی تمام ازواج نہایت سختی سے عمر بھر پابند رہیں حتیٰ کہ بی بی سودہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا آپ حج و عمرہ کو کیوں نہیں جاتیں تو فرمایا ایک بار مجھ پر واجب تھا وہ میں کر چکی اس کے بعد میرا حج ہی ہے کہ میں حکم خدا کے مطابق اپنے گھر سے نہ نکلوں اور جس حجرہ میں رسول اللہ چھوڑ گئے ہیں اسی میں بیٹھی رہوں۔ چنانچہ وہ عمر بھر اپنے

حجرے سے باہر نہ نکلیں بلکہ مرنے کے بعد ان کی لاش نکلی سبحان اللہ کیا پاکباز بی بی تھیں۔ مگر حضرت عائشہ نے نہ صرف گھر سے قدم باہر نکالا بلکہ منزلوں مکہ سے مدینہ گئیں اور لاکھوں کے مجمع میں اونٹ پر سوار ہو کر حضرت علیؑ کے مقابلے میں لڑیں۔ اور پھر ہزاروں مسلمانوں کا خون گرادیا اسی وجہ سے خود حضرت عائشہ جب اس آیت کو پڑھتیں تو جنگ جمل کو یاد کرکے اس قدر روتی تھیں کہ آنسوؤں سے چادر تر ہو جاتی تھی۔ دیکھو تفسیر درمنشوررر جلد ۵ صفحہ 194۔ سطر 29 مطبوعہ مصر۔

اس پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سنیوں، شیعوں میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں کہ اہلبیت رسول حضرت علی، جناب فاطمہ، امام حسن، امام حسین علیہم السلام ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ آیت ان ہی بزرگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مگر بعض اہل سنت حضرات کا خیال ہے کہ اس میں ازواج بھی شامل ہیں۔ یہ خیال چند وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔ اگر ازواج مقصود ہوتیں تو طرح ما قبل مابعد کی آیت میں ضمیر جمع مونث حاضر تھی اس میں بھی باقی رہتی۔ بلکہ اگر اس آیت کو درمیان سے نکال لو ما قبل مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے یہ آیت اس مقام کی نہیں خواہ مخواہ کسی خاص عرض سے داخل کی گئی ہے۔ اگر ازواج بھی شامل ہوتیں تو ان کی تعداد نو (۹) تھی اور ان میں حضرات کی تعداد چار اور ان کے ساتھ ایک

عورت ہے۔ پس مجموعہ تیرہ ہوئے دس عورتیں تین مرد پھر بھی غلبہ عورتوں کا ہوگا اس حالت میں بھی ضمیر و صیغہ مؤنث ہی لانا ضروری تھا نہ مذکر۔ زید ابن ارقم کا قول ہے کہ ازواج اہلبیت نہیں ہیں کیونکہ یہ تو آج ہیں کل طاق دی الگ ہو گئیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جن پر خدا نے صدقہ حرام کیا۔ اگر ازواج بھی شامل ہوتیں تو جس وقت حضرت ام سلمہ نے جن کے گھر میں ہدایت نازل ہوئی اور وہ خود نہایت ممدوح اور پکی ایماندار بی بی تھیں جب چادر کا کونہ اٹھا کر اس میں داخل ہونا چاہا تو حضرت رسول ﷺ نے کونہ ہاتھ سے کھینچ لیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ تم نیکی پر ہو مگر اہلبیت میں شامل نہیں بلکہ ازواج میں ہو۔ اس مطلب کی تقریباً تیس حدیثیں مختلف اسناد سے موجود ہیں۔ جن کو مختلف علما اہل سنت نے مثلاً امام احمد بن حنبل۔ علامہ ابن مردویہ ثعلبی سیوطی وغیرہ کی نقل کی ہیں اور میں نے ان سب کو اپنے رسالہ المناظرہ میں جمع کر دیا۔ ان کا خلاصہ ہے کہ حضرت رسول ام سلمہ کے گھر میں آئے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور پھر اپنے سمیت سب پر ایک چادر اڑھا دی اور دعا کی خداوندا یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو ہر برائی سے دور رکھ اور اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھ یہ سن کر حضرت ام سلہ نے اس میں دخل ہونا چاہا تو روک دی گئیں اور حکم ہوا تم اہل بیت میں نہیں ہو۔ ازواج میں ہو اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد مدتوں ہر نماز کے وقت جب حضرت رسول

حضرت علیؑ کے مکان کے پاس آتے تو چوکھٹ تھام کر فرماتے: "السلام علیکم یا اہل بیت"۔ دیکھو تفسیر در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔

★ سورۂ احزاب۔ آیت 56:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۵۶

ترجمہ:

اس میں شک نہیں کہ خدا اس کے فرشتے۔ پیغمبر اور ان کی آل پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو۔

حاشیہ:

فرمان علی صاحب قبلہ فرماتے ہیں میں نے ترجمہ میں لفظ آل بڑھا دیا ہے اس کی چند وجوہات ہیں:

(1) امام رازی نے اس کا اقرار کیا ہے کہ حضرت کے اہل بیت پانچ چیزوں میں آپ کے برابر ہیں منجملہ ان کے تشہد میں درود بھیجنا۔

(2) ایک روایت میں ہے کہ شجر اسلام کی شادابی کے قبل ملائکہ نے حضرت علیؑ پر مدتوں درود بھیجا۔

(3) مناقب مرتضوی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت رسول سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ مجھ پر اور علیؑ پر ملائکہ نے سات مرتبہ درود بھیجا۔

(4) سنن ابی داؤد میں ابن ابی شیبہ سے روایت ہے اور اس کی تصیح ترمذی حاکم ابوالقاسم ابن خزیمہ اور ابن مسعود بدری نے کی ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت رسول ﷺ سے پوچھا: آپ کو سلام کرنا تو ہم جانتے ہیں مگر ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: یوں کہو! **اللھم صلی علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم۔**

(5) مواہب لانیہ میں ہے کہ حضرت رسول ﷺ نماز میں یوں فرماتے تھے۔ **اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم۔**

(6) صواعق محرقہ میں ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا۔ مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو لوگوں نے عرض کی ناقص درود کیا ہے۔ فرمایا: **اللھم صلی علی محمد** کہہ کر نہ رک جایا کرو۔ کیونکہ یہ ناقص ہے۔ بلکہ یوں کہو: **اللھم صلی علی محمد وآل محمد۔**

(7) ان سب سے قطع نظر خود قرآن میں سلام علیٰ الیاسین موجود ہے اور یہ واضح ہے کہ یہی حضرت رسول ﷺ کا خاندان ہے تو جیسے آل یاسین ویسے آل محمد۔

(8) اس کے علاوہ بمفاد آیہ گزشتہ اور حسب قول علامہ زمخشری جب عام مومنین پر بھیجنا چاہیئے حضرات اہل بیت علیہم السلام ان سے زیادہ اولیٰ ہیں۔
امام شافعی نے کیا خوب قطعہ کہا:

"اے اہل بیت رسول خدا نے تمہاری محبت قرآن میں فرض کر دی تمہارے مرتبے کی بزرگی میں اسی قدر کافی ہے۔ کہ نماز میں جو شخص تم پر درود نہ بھیجے اس کی نماز ہی صحیح نہیں" (در منشور جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ مصر)

★ سورۂ احزاب۔ آیت 69:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ٦٩

ترجمہ:

ایمان والو (خبردار ہنا) تم لوگ بھی ان کے (۱) سے نہ ہو جانا جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تو خدا نے ان تہمتوں سے موسیٰ کو بری کر دیا۔ اور موسیٰ خدا کے نزدیک (ایک) رودار پیغمبر تھے۔

حاشیہ:

(۱) یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت علیؑ کو برا بھلا کہتے تھے۔ دیکھو تفسیر کشاف علامہ زمخشری جلد ۲ صفحہ ۴۳۹۔ سطر 36۔

سورۂ فاطر

★ سورۂ فاطر۔آیات 32،31:

وَ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَیۡنَ یَدَیۡہِ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ۳۱ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ
الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ وَ مِنۡہُمۡ
مُّقۡتَصِدٌ وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَضۡلُ
الۡکَبِیۡرُ ۳۲

ترجمہ:

ہم نے جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجی وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور جو (کتابیں اس کے پہلے کی) اس کے سامنے (موجود) ہیں ان کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ بیشک خدا اپنے بندوں (کے حالات) سے خوب واقف (ہے اور) دیکھ رہا ہے پھر اپنے نبیوں (ا) میں سے خاص ان کو قرآن کا وارث بنایا جنہیں (اہل سمجھ کر) منتخب کیا۔ کیونکہ بندوں میں سے کچھ تو نافرمانی کرکے اپنی جان پر ستم ڈھاتے ہیں اور کچھ ان میں سے (نیکی بدی کے) درمیان ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ خدا کے اختیار سے نیکیوں میں (اوروں سے) گوئے سبقت لے گئے یہی (انتخاب و سبقت) تو خدا کا بڑا فضل ہے۔

حاشیہ:

(۱)اس آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشری اپنی تفسیر کشاف کی جلد ۲ صفحہ ۴۶۲۔ سطر ۵۔ مطبوعہ مصر میں کہتے ہیں ان بندوں سے آپ کی امت کے وہ صحابہ اور تابعین تبع تابعین مراد ہیں جو قیامت تک کتاب خدا کے سچے وارث اور اس کے مطابق ہادی ہوں گے۔ جن کو خدا نے امته وسطا لتکونوا شهداء علی الناس فرمایا ہے۔ اور میں اس آیت کی تفسیر میں بحوالہ شواهدالتنزیل حاکم ابو القاسم بیان کر چکا ہوں کہ خدا کی حجت اور خلق خدا کے گواہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد ہے۔ تو بس سب اصول موضوعہ کتاب خدا کے وارث بھی یہی حضرات ائمہ معصومین قرار پائے اور عجب نہیں کہ زمخشری کا بھی یہی مقصود ہو کیونکہ حضرت رسول ﷺ کے بعد قیامت تک صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں ان حضرات کے سوال اور کوئی ہادی رہ سکتا ہے۔ اسی کی تائید ابو بکر ابن مردویہ نے بھی کی ہے چنانچہ صاف کہا کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ وجہ ہے کہ بقول علامہ ابن حجر صاحب صواعق محرقہ تمام صحابہ ہیں جناب امیر کے سوا کسی سے "سلونی قبل ان تفقدونی" میری موت کے پہلے مجھ سے جو چاہو پوچھ لو) کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر آپ کتاب کے وارث نہ ہوتے تو ایسا دعویٰ نہ کر سکتے۔ اسی بنا پر تو آپ فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم

کوئی آیت نازل ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ رات کو نازل ہوئی کہ دن کو نازل ہوئی آبادی میں نازل ہوئی کہ پہاڑ پر نازل ہوئی ان ہی مدح امت کی تیسری قسم سابق بالخیرات الائیتہ سے فرمائی ہے۔ یہ ان ہی حضرات کی مداح ہے جو خدا کی کتاب کے وارث اور سابق بخیرات ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ جب یہ حضرات بہشت میں داخل ہوں گے تو مسلمان بہشت کچھ فرشتوں کے ساتھ استقبال کو بڑھیں گے اور خدا کی طرف سے پانچ انگوٹھیاں تحفتاً پیش کریں گے۔ کہ ایک پر سلام طبتم فادخلو ھا خالدین ۔دوسری پر "ادخلوھا بسلام آمین"۔ تیسری پر سلام علیکم با صبرتم" چوتھی پر "ما فی جزتھیم الیوم مما صبروا انھم ھم الفائزون" اور پانچویں پر۔ "اولئك الذين انعم الله عليهم"

لکھا ہوگا اور جب یہ حضرات بہشت میں داخل ہوں جائیں گے اور اپنی جگہ پہنچیں گے تو بے ساختہ کہیں گے "الحمد الله الذی اذھب عنا الحزن "۔

سورہ یٰسین

★ سورہ یٰسین آیت 12 :

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ ؕ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ۱۲

ترجمہ:

اور ہم ہی یقینا مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ لوگ پہلے کر چکے ہیں (ان کو) اور ان کی (اچھی یا بری باقی ماندہ) نشانیوں کو لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ہے۔

حاشیہ:

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ صحابہ یہ بحث کر رہے تھے کہ اس سے مراد انجیل ہے یا توریت۔ کہ اتنے میں حضرت علیؑ آتے ہوئے نظر آئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ہے امام مبین۔

سورۂ صافات

★ سورۂ صافات آیت 23:

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاهۡدُوۡهُمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡجَحِیۡمِ ۲۳

ترجمہ:

ان کو (سب کو) اکٹھا کرو پھر انھیں جہنم کی راہ دکھاؤ اور (ہاں ذرا) انہیں ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

حاشیہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی صواعق محرقہ میں اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کا اہل محشر سے سوال کیا جائے گا اور یہ واضح رہے وہ امر اہم مثل الوہیت اور نبوت کا پوچھا جائے گا فقط محبت نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو امامت ہے۔ اور اسی کی طرف حدیث ثقلین میں اشارہ ہے اور اس کی موئید علامہ واحدی کی وہ عبارت جو اسی آیت کے تحت میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ اور اہلبیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کیونکہ خدا نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا تھا خلق خدا کو بتلا دیں کہ اپنی رسالت کی تبلیغ کی کوئی مزدوری اپنے اہل بیت کی مودت کے سوا نہیں چاہتے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان سے قیامت میں پوچھا جائے گا کہ تم لوگوں نے نبی کی وصیت کے مطابق ان کی ولایت کو مانا یا یوں ہی معطل چھوڑ دی اور ان سے فوراً مواخذہ کیا جائے گا۔

★ سورۂ صافات آیت 130 :

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۱۳۰

ترجمہ:

ہم نے ان کا ذکر خیر بعد کو آنے والوں باقی رکھا کہ ہر طرف سے آل یٰسین پر سلام (ہی سلام) ہے۔

حاشیہ:

اس آیت کی طرف میں نے آیت تطہیر کی بحث میں اشارہ کیا تھا اس کوامام رازی نے بھی مان لیااور کلبی اور فضل بن روز بہان نے بھی کہ اسی سے مراد آل محمدؐ ہیں۔ کیونکہ یٰسین حضرت کا (لقب / نام) ہے۔ قرار سبعہ میں ابن عامر نافع یعقوب کی قرأت بھی آل یٰسین ہے۔ اسی کی مویدہ روایت جسے ان ابی حاتم طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آل یٰسین محمد ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۵ صفحہ ۲۸۶ سطر ۳۶ مطبوعہ۔ مصر۔

سورۂ زمر

★ سورۂ زمر۔آیت 32:

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۳۲

ترجمہ:

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ (بہتان) باندھے اور جب اس کے پاس سچی بات آئے تو اس کو جھٹلا دے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے۔ (ضرور ہے)

حاشیہ:

اگرچہ کچھ مفسرین نے توحید اور قرآن وغیرہ کو اس سے مراد لیا ہے۔ اور کچھ بیجا بھی نہیں ہے۔ تو اس سے ہر منکر توحید وغیرہ مراد ہوگا۔ مگر اہل سنت کے ایک زبردست عالم حافظ ابن مردویہ نے لکھا ہے جو شخص رسالتمآب ﷺ کو علیؑ کے بارے میں جھٹلائے اس سے وہ مراد ہے۔ تو اب صدق سے حضرت علیؑ کے بارے میں رسول کا فرمانا مراد ہوا اس کے علاوہ بعد والی آیت سے یقینی طور پر حضرت علیؑ ہی مراد ہیں۔ اور آپ ہی کی فضیلت کا بیان ہے۔ اسی بنا پر تقابل بھی اسی کا متقاضی ہے۔ کہ اس آیت یہں ماآپ کی فضیلت کا منکر مراد ہے۔

★ سورۂ زمر۔ آیت 33:

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۳۳

ترجمہ:

اور یہ یاد رکھو کہ جو شخص (رسول) سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی ۳ یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ یہ لوگ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کا پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ یہ نیکی کرنے والوں کی جزائے خیر ہے۔

حاشیہ:

اس پر ہر شخص کا اتفاق ہے اور فریقین کے علماء اس کے قائل ہیں۔ حضرت رسول پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؑ ہی ہیں۔ ان

ہی کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ حافظ ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ جس شخص نے تصدیق کی علی بن ابوطالبؑ مراد ہیں (تفسیر در منشور جلد ۶۔ صفحہ ۳۲۸۔ سطر ۲۴ مطبوعہ مصر)

ایک دوسری حدیث میں حضرت رسول ﷺ سے مروی ہے کہ صدیق تین شخص ہیں۔ خرقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجار مومن آل یٰسین اور علی ابن ابی طالبؑ صدیق اکبر اسی بنا پر خود جناب امیر اپنی ظاہری خلافت کے زمانے میں فرماتے تھے۔ میں صدیق اکبر ہوں۔

★ سورۂ زمر۔ آیت 56:

اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یّٰحَسۡرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطۡتُّ فِیۡ جَنۡبِ اللّٰهِ وَ اِنۡ کُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ ۵۶

ترجمہ:

(تم میں سے) کوئی شخص کہنے لگے ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا (کی بارگاہ) کا تقرب ا حاصل کرنے میں کی میں تو بس ان باتوں میں ہنستا ہی رہا۔

حاشیہ:

ایک حدیث میں ہے کہ جب اس جملہ کا خطاب حضرت علیؑ ہوں تب اس کا ترجمہ یوں ہو گا کہ ہائے ہم نے اہل بیت رسول علیہم السلام کی

پیروی کرنے میں کوتاہی کی اور اس صورت میں حدیث ثقلین اس آیت کی تفسیر واقع ہو گی۔ واللہ اعلم۔

★ سورۂ زمر آیت ۔75 :

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۷۵

ترجمہ:

اور (اس دن) فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گرد گھیرے ہوئے ڈٹے ا ہوں گے اور اپنے پروردگار کی تعریف کی (تسبیح) کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور (ہر طرف سے یہی) صدا بلند ہو گی الحمد للہ رب العالمین۔

حاشیہ:

اس آیت کی تفسیر میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں نے شب معراج عرش کے نیچے نگاہ کی تو یکایک میری نظر علی بن ابن ابی طالبؑ پر پڑی کہ وہ میرے سامنے عرش کے نیچے خدا کی تسبیح و تقدس میں مشغول تھے۔ میں نے متحیر ہو کر جبرائیل سے پوچھا کیا علیؑ مجھ سے قبل یہاں آگئے۔ جبرائیلؑ نے کہا یہ بات نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ چونکہ خداوند عالم عرش پر اکثر علی ابن ابی طالبؑ کا ذکر خیر اور ثناء و صفت کرتا تھا۔ اس وجہ سے عرش کے اٹھانے والے فرشتے نے علیؑ کی

زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا تو خداوند عالم نے ان کی خاطر سے اس فرشتہ کو علیؑ کی صورت میں پیدا کیا۔ اور اس فرشتہ کی تسبیح و تقدس و عبادت کا ثواب خدا نے آپ کے اہلبیت کے شیعوں کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ دیکھو۔ تاویل آلات۔

سورۂ شوریٰ

★ سورۂ شوریٰ۔ آیت 1، 2:

حٰمٓ۱ عٓسٓقٓ۲

ترجمہ:

حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ (حا میم عین سین قاف)

حاشیہ:

علامہ واحدی نے فواتح میں لکھا ہے کہ جب حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ نازل ہوئی۔ تو حضرت رسول بہت غمگیں ہوئے کچھ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کرنا چاہا تو فرمایا جو آیت نازل ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ میری امت مختلف بلاؤں میں دھنس جائے یا مسخ ہو جائے گی یا دیگر مصائب ییں مبتلا ہو گی۔

ابن عباس جب اس آیت کو پڑھتے تو کہتے تھے کہ حضرت علیؑ صرف ان دو لفظوں سے تمام فسادات کو جو آئندہ ہونے والے ہیں جانتے

تھے۔ اور قریب قریب یہی مضمون تفسیر ثعلی میں بھی ہے صحیح مسلم میں اس سے بالاتر یہ ہے کہ حضرت علیؑ جتنی جماعتیں یا بستیاں روئے زمین پر ہو چکی یا آئندہ ہوں گی وہ سب کو جانتے تھے۔

★ سورۂ شوریٰ۔آیات 23تا25:

ذٰلِكَ الَّذِیۡ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِیۡهَا حُسۡنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ۲۳ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِكَ وَیَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ وَیُحِقُّ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۲۴ وَهُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَیَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۲۵

ترجمہ:

یہی (انعام) ہے جس کی خدا اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ (اے رسول) تم کہدو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہلبیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور جو شخص نیکی حاصل کرے گا۔ ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کر دیں گے۔ بیشک خدا بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔ کیا یہ لوگ (تمہاری) نسبت کہتے ہیں کہ اس رسول نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا ہے

اگر (ایسا ہوتا) تو خدا چاہتا تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا۔ (کہ تم بات ہی نہ کر سکتے) اور خدا جھوٹ کو نیست و نابود اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے وہ یقینی دلوں کے راز سے بھی خوب واقف ہے۔ اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے۔اور تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو جانتا ہے۔

حاشیہ:

انصار ایک بڑے جلسہ میں اپنا فخر و مباہات بیان کر رہے تھے کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا جب ان کی باتیں ناز کی حد تک پہنچ گئیں تو حضرت عباس یا ابن عباس سے نہ رہا گیا۔ اور بے ساختہ بول اٹھے تم لوگوں کو فضیلت سہی مگر ہم لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی۔ اس مناظرہ کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ خود ان کے مجمع میں تشریف لائے اور فرمایا اے گروہ انصار کیا تم ذلیل نہ تھے کہ خدا نے ہماری بدولت تمہیں معزز کیا۔ سب نے عرض کی بیشک پھر فرمایا کیا تم لوگ گمراہ نہ تھے۔ تو خدا نے میری وجہ سے تمہاری ہدایت کی عرض کی یقینا پھر فرمایا کیا تم لوگ میرے مقابل میں جواب نہیں دیتے۔ وہ بولے کیا آپ نے فرمایا کیا تم یہ بس کہتے ہو کہ تمہاری قوم نے تم کو نکال کر باہر کیا تو ہم نے پناہ دی تمہاری قوم نے جھٹلایا تو ہم نے تصدیق کی تمہاری قوم نے تم کو ذلیل کیا تو ہم نے مدد کی۔ غرض اسی قسم کی باتیں فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے زانو پر بیٹھے اور عاجزی سے

عرض کرنے لگے ہمارا اعمال اور جو ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اللہ اور رسول کا ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد آپ نے فرمایا: جو شخص آل محمد علیہم السلام پر مر جائے وہ شہید مرتا ہے۔

سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے وہ مغفور ہے سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے وہ کامل الایمان مرا۔

سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے اس کو ملک الموت اور منکر نکیر بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے وہ بہشت میں اس طرح بھیجا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرا اس کی قبر کو خدا رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بناتا ہے۔ سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرا وہ سنت اور جماعت کے طریقہ پر مرا۔

سنو جو آل محمد کی دشمنی میں مرا قیامت میں اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا کہ یہ خدا کی رحمت سے مایوس ہے یاد رکھو جو آل محمد علیہم السلام کی دشمنی پر مرا وہ بہشت کی بو بھی نہ سونگھے گا پھر اسی وقت کسی نے پوچھا جن کی محبت کو خدا نے واجب کیا وہ کون ہیں۔

فرمایا: علیؑ فاطمہؑ اور ان کے بیٹے حسنؑ حسینؑ۔

پھر فرمایا: جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے اور مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت دے اس پر بہشت حرام ہے۔ دیکھو تفسیر

کشاف علامہ زمحشری جلد ۳ صفحہ ۶۷ مطبوعہ مصر۔ صحیح بخاری و مسلم و مسند ابن حنبل در منشور سیوطی وغیرہ۔

تفسیر ثعبلی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نیکی سے آل محمد علیہم السلام کی دوستی مراد ہے۔ اور علامہ زمخشری نے سدی سے یہی روایت کی ہے دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۶۷۔ مطبوعہ مصر۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مودہ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ اللہ اپنی طرف سے یہ کہہ دیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر ثعلبی۔

اسی تفسیر میں ابن عباس یہ روایت ہے کہ جب آیت امر یقولون نازل ہوئی تو لوگوں نے حضرت کی تصدیق کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ گویا حضرت کو حکم ہوا کہ تم ان کی معذرت قبول کرلو۔

سورۂ زخرف

★ سورۂ زخرف آیت 41:

فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ۴۱

ترجمہ:

تو اگر تم کو (دنیا) لے بھی جائے تو بھی ہم کو ان سے بدلہ لینا ضروری ہے۔

حاشیہ:

علاابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا یہ آیت علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ وہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین سے انتقام لیں گے۔ دیکھو در منشور جلد ۶، صفحہ ۱۸، سطر ۲۱ مطبوعہ مصر۔

★ سورۂ زخرف۔ آیت 43:

فَاسۡتَمۡسِكۡ بِالَّذِيۡۤ اُوۡحِيَ اِلَيۡكَ‌ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۴۳

ترجمہ:

تو تمہارے ۳ پاس جو وحی بھیجی گئی ہے تم اسے مظبوطی سے پکڑے رہ اس میں شک نہیں کہ تم سیدھی راہ پر ہو۔

حاشیہ:

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول حجتہ الوداع سے واپسی کے وقت اپنے بعد کے حالات پر لوگوں کو سرزنش کر رہے تھے کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی۔ "فاماتذ ھن...) اس کے بعد "قل رب..." نازل ہوئی" فاسمك بالذی اوحی الیك انك علیٰ صراطٍ مستقیم" وسوف تسئلون عن علی ابن ابی طالب علیہ السلام نازل ہوئی۔

ترجمہ:

علیؑ کے بارے میں جو وحی پاس بھیجی گئی ہے تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو۔ (اس پر عمل کرو) اور عنقریب تم لوگوں سے علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ (مناقب ابن مغازلی فقیہ شافعی)

★ سورۂ زخرف۔ آیت 44:

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۴۴

ترجمہ:

اور یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور عنقریب ہی تم لوگوں سے اس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ ۴

حاشیہ:

ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ شب معراج میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اپنے قبل کے انبیاء سے پوچھئے کہ وہ لوگ کس بات پر پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ حضرت فرماتے ہیں میں نے جب ان پیغمبروں سے پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کی رسالت اور علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت پر بھیجے گئے۔ دیکھو تفسیر نیشاپوری جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ تہران۔

★ سورۂ زخرف۔ آیت 57:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۵۷

ترجمہ:

(اے رسول) جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے۔

حاشیہ:

اگرچہ حضرت رسول بتوں کی مذمت کیا کرتے تھے۔ مگر جب یہ آیت انکم وما تعبدون...جھنم" (تم اور جس چیزوں کی تم لوگ خدا کے سوا پرستش کرتے ہو جہنم کے ایندھن ہوں گے) نازل ہوئی تو کفار کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور غصہ میں عبداللہ بن زبیر زبصری کو حضرت کے مقابلے میں لائے وہ کہنے لگا کہ اس سے تو فرشتوں عیسیٰ، عزیز کا بھی جہنمی ہونا لازم آیا کیونکہ ان کو بھی لوگ پوجتے ہیں۔ یہ سن کر آپ اس کی نادانی پر چپ ہو رہے تو وہ بولا میں جیت گیا اور اس کے ساتھی قہقہہ لگانے لگے۔ حالانکہ اس کمبخت کو یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ خدا نے لفظ ما استعمال کیا ہے۔ جو عقل والوں پر نہیں بولا جاتا۔ اس میں صرف بت داخل ہیں۔ ہاں اگر ما کی جگہ من ہوتا تو اس میں البتہ حضرت عیسیٰ وغیرہ بھی شامل ہوتے۔ غرض وہ ہنستے رہے اور حضرت نے جناب امیر کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔ علیؑ تمہاری مثال بھی عیسیٰ کی ہے کہ کچھ لوگ تو ان کی دوستی میں گمراہ ہوئے ور کچھ ان کی دشمنی میں یہ سن کر منافقین بولے آپ کو بھی عیسیٰ کے سوا کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور اس کی موید وہ روایت ہے جس کو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند سن میں آٹھ طریقوں سے اور علامہ حجر نے بھی صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔

سورۂ دخان

★ سورۂ دخان۔ آیت 29:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۲۹

ترجمہ:

تو ان لوگوں پر آسمان و زمین کو بھی رونا نہ آیا۔ اور نہ انہیں مہلت ہی دی گئی۔

حاشیہ:

اس آیت کی تفسیر میں صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس مصیبت پر آسمان بھی رویا اور آسمان بھی اس کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے۔ اسی کی موید وہ روایت ہے جسے علامہ ابن حجر ابو قلانی نے صوائق محرقہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کا ایک دفعہ کربلا سے گزر ہوا جب قبر امام حسینؑ کی جگہ پہنچے تو فرمایا یہی ہمارے اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ اور اسباب رکھنے کی جگہ ہے۔ یہی ہمارے خون بہانے کی جگہ ہے رسول کے اہل بیت میں سے کچھ لوگ اسی میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ جن پر

آسمان بھی روئے گا اور زمین بھی۔

سورۂ احقاف

★ سورۂ احقاف۔ آیت 15 :

وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسَانًا‌ ؕ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّ وَضَعَتۡهُ كُرۡهًا‌ ؕ وَ حَمۡلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا‌ ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰٮهُ وَاَصۡلِحۡ لِىۡ فِىۡ ذُرِّيَّتِىۡ ۚ اِنِّىۡ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاِنِّىۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۱۵

ترجمہ:

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا (کیونکہ) اس کی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا اور رنج ہی میں اس کو جنا۔ اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کی دودھ دھائی کے تیس ا مہینہ ہوئے یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہنچا اور چالیس برس (کے سن) کو پہنچتا ہے تو (خدا سے) عرض کرتا ہے پروردگار تو مجھے توفیق عطا فرما تو نے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں میں ان احسانوں کا شکریہ ادا کروں اور (بھی توفیق دے) کہ ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و تقویٰ پیدا کر میں تیری

طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقینا فرمابرداروں میں ہوں۔

حاشیہ:

اسی سے معلوم ہوتا ہے کم سے کم حمل کی مدت چھ مہینہ ہے۔ کیونکہ خدا دوسری جگہ فرماتا ہے: "لوالدات۔۔۔۔کاملین" (مائیں اپنے بچوں کو دو برس دودھ پلاتی ہیں) مگر تاریخ جاننے والے جانتے ہیں کہ چھ مہینے میں پیدا ہونے والا بچہ حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ کے سوا کوئی دوسرا زندہ نہیں رہا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم اکیس (۲۱) مہینے بچوں کو دودھ پلانا چاہیئے کیونکہ تیس میں سے نو (۹) مہینے حمل کے نکل گئے تو اکیس بچتے ہیں۔

اگرچہ مفسرین اہل سنت میں سے کسی کی تصریح نظر سے نہیں گزری مگر تفسیر اہلسنت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ کہ ہدایت "وصینا الانسان... مسلمین" تک جناب امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی اور واقعی جو حالات ابتدائے حمل سے آخر عمر تک امام حسینؑ کے تھے۔ان سے پوری مطابقت بھی ہوتی ہے۔آیات خدا میں غور کرنے والے سمجھ سکتے تھے کہ ان صفات کا مستحق حضرت کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

★ سورۂ محمدؐ۔آیت 28:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۲۸

ترجمہ:

یہ اس سبب سے ہے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے اس کی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہیں اور جس میں خدا کی خوشی ہے اس سے بیزار ہیں تو خدا نے بھی ان کی کارستانیوں کو اکارت کر دیا۔

حاشیہ:

ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے کہ تم علیؑ کے بغض سے ان لوگوں کو پہچان لوگے اور پھر ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں منافقین کو صرف علی کی دشمنی سے پہچانتے تھے۔ (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۶۶ مطبوعہ مصر)

سورۂ حجرات

★ سورۂ حجرات آیت 6:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۶

ترجمہ:

اے ایمان والو اگر کوئی بد کردار تمہارے پاس کوئی بری خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی میں نقصان نہ پہنچا دو پھر اپنے کئے پر نادم ہو۔ اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر (موجود) ہیں۔

حاشیہ:

ولید بن عقبہ جو حضرت عثمان کے مادری بھائی بھی تھے اور ان کی خلافت کے زمانہ میں سعد ابن ابی وقاص کے بعد کوفہ کے گورنر بھی تھے۔ اور ان ہی نے ایک دن لوگوں کو صبح کی چار رکعت نماز پڑھائی تھی اور پھر یہ بھی پوچھا تھا کہ اگر کہو تو اور زیادہ کر دوں۔ حضرت عثمان نے خبر سن کر ان کو الگ کر دیا تھا۔ غرض ان ہی کو حضرت رسول ﷺ کے نبی مصطلق سے زکوۃ وصول کرنے کو بھیجا ان دونوں میں پہلے ہی سے کچھ رنجش تھی جب قریب پہنچے تو وہ لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے آپ یہ سمجھے کہ یہ لوگ ہمیں مارنے کو آگے آئے ہیں بس پھر کیا تھا۔ آپ وہیں سے پھرے اور مدینہ میں آکر دم لیا۔ اور حضرت سے گھڑ دیا کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے اور زکوۃ نہیں دیتے یہ سن کر حضرت کو رنج ہوا اور ان کے جہاد کا قصد کیا۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو دوڑے ہوئے حضرت کے پاس آئے اور عرض کی یہ ہم لوگوں پر افترا ہے ہم لوگ خدا اور رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگ توبہ کرو ورنہ میں ایسے شخص کو تمہارے پاس بھیجوں گا جو

بمنزل میری جان کے ہے جو تم سے جہاد کرے گا اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو اسیر کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت علیؑ کے شانہ پر ہاتھ مارا۔ اس کو بھیجوں گا اس کے بعد آپ نے خالد بن ولید کو تحقیقات کے واسطے بھیجا۔ تو ان کو اسلام کے ارکان بجالاتے پایا اور یہ پلٹ آئے اس وقت۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۲۱ مطبوعہ مصر۔

سورۂ ق

★ سورۂ ق آیت 24:

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۲۴

ترجمہ:

تم دونوں ہر سرکش و ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔

حاشیہ:

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو مجھ سے اور علیؑ سے کہا جائے گا کہ اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کرو اور اپنے دشمنوں کو واصل جہنم کرو اور یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا"......"

سورۂ قمر

★ سورۃ قمر۔ آیات 54،55:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ۵۴ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۵۵

ترجمہ:

بے شک پرہیزگار لوگ (بہشت کے) باغوں اور نہروں میں (یعنی) پسندیدہ مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں (مقرب) ہوں گے۔

حاشیہ:

تفاسیر اہلبیت سے تصریحاً معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی اگرچہ اکثر مفسرین اہلسنت نے اس کو نہیں لکھا مگر قرآن کی تفسیر قرآن سے ہوئی ہے اور میں القیانی جہنم کی تفسیر میں بیان کر چکا ہوں کہ بہشت و دوزخ کا اختیار حضرت رسول ﷺ اور جناب امیرؑ کو دیا گیا ہے۔ وہ جس کو چاہیں بہشت میں جگہ دیں اور جس کو چاہیں جہنم میں لے جائیں تو پھر ان صفات کا مستحق ان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے اسی وجہ سے علامہ حلیؒ نے آیت کو فضائل جناب امیر میں لکھا ہے اور فضل بن روز بہان نے اگرچہ چند آیتوں سے انکار کیا ہے مگر اس سے انکار نہیں کیا۔

سورۂ رحمٰن

★ سورۂ رحمٰن۔ آیات 19،20:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۲۰

ترجمہ:

اسی نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں۔ دو کے درمیان ایک حد فاصل ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔

حاشیہ:

اگرچہ اس میں اختلاف ہے مگر علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دونوں دریا علیؑ اور فاطمہؑ ہیں اور برزخ (حد فاصل) موتی ہونگے حسنؑ حسینؑ ہیں۔ دیکھو۔ تفسیر در منشور جلد 7 صفحہ 142, 144 مطبوعہ۔ مصر۔

سورۂ واقعہ

★ سورۂ واقعہ۔ آیات 10 تا 12:

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۱۱ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۱۲

ترجمہ:

جو لوگ آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ (واہ کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے تھے یہی لوگ (خدا کے) مقرب ہیں۔

حاشیہ:

علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے سابقین تین میں ۔ یوشع بن نون۔ مومن آل یٰسین اور علی ابن ابی طالبؑ اور دوسری روایت میں ہے یوشع بن نون کی جگہ خرقیل مومن آل فرعون کا نام آتا ہے۔ اور آخر میں علیؑ سب میں افضل ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ مصر۔ اس کو امام فخر الدین رازی نے بھی تفسیر کبیر میں بیان کیا ہے۔

سورۂ حدید

★ سورۂ حدید۔آیت 19 :

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۱۹

ترجمہ:

جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجہ میں ہوں گے۔ان کے

لئے ان ہی (صدیقوں اور شہیدوں) کا اجر اور انہی کا نور ہو گا جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں۔

حاشیہ:

امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا: میں صدیق اکبر ہوں۔ اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح میں روایت کی ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے آپ ہی مصافحہ کریں گے اور آپ ہی صدیق اکبر اور اس امت کے فاروق ہیں۔

سورۃ مجادلہ

★ سورۃ مجادلہ ۔آیت 12:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۲

ترجمہ:

اے ایماندارو! جب پیغمبر سے کوئی بات کان میں کہنی چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کوئی خیرات دے۔ (ا) دیا کرو یہی تمہارے واسطے بہتر اور پاکیزہ بات ہے پس اگر تم اس کے مقدور نہ ہو تو بے شک خدا بڑا بخشنے والا

مہربان ہے۔

حاشیہ:

(۱)اصحاب رسول اس کے بڑے حریص تھے کہ حضرت رسول سے تخلیہ میں باتیں کریں دیکھا دیکھی ہر شخص اس بات کا خواہش مند تھا اس سے حضرت کو تکلیف الگ ہوتی اور بیچارے غریبوں کو اس کا موقع نہ ملنے سے ان کی دل شکنی الگ ہوتی۔ آخر خدا کا یہ حکم ہوا کہ جو تخلیہ کرنا چاہے وہ پہلے کچھ صدقہ دے اس میں ان زحمتوں کے فدیعہ کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ اس صدقہ سے غریبوں کا کچھ (فائدہ) بھلا ہو جائے۔ غرض یہ حکم ہونا تھا کہ سب تخلیہ کرنے والے الگ ہو گئے سوائے حضرت علیؑ کے دس روز تک حضرت کے پاس بھی نہ آئے مگر حضرت علیؑ باوجود فقر و فاقہ کے روز صدقہ دیتے اور حضرت کے پاس بیٹھ کر علوم کی تعلیم حاصل کرتے اور راز و نیاز کی باتیں کرتے۔ دوئی ضرور تھی پر ثالچی کا طور نہ تھا۔ سوائے عاشق و معشوق کوئی اور نہ تھا۔ یہ فضیلت بھی حضرت علیؑ کے خصوصیات سے ہے اس پر عبداللہ بن عمر رشک کیا کرتے تھے اور خود جناب امیر فخر فرماتے تھے کہ قرآن میں ایک ایسی آیت بھی ہے کہ جس پر نہ میرے قبل کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی میرے بعد عمل کرے گا۔ غرض یوں یہ کانا پھوسی رسول سے کم ہوئی اور پھر چند دن کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ مصر۔ مدارک زاہدی اور شرح مشکوٰۃ وغیرہ۔

سورۂ صف

★ سورۂ صف۔ آیت 2:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ۲

ترجمہ:

اے ایمان والو تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔

حاشیہ:

ایک روز کچھ اصحاب باہم یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل خدا کو سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اپنے جان و مال سے بھی اس کے کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی "ان اللہ یحب الذین یقاتلون" مگر یہی حضرات جو بڑھ چڑھ کر بولتے تھے جنگ احد میں نرغہ ادا میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۷ مطبوعہ ۔ مصر) جنگ کے آخر مرحلہ میں آنحضرت کے دندانِ مبارک شہید ہوئے ان کی مدد کرنے والوں میں یہ حضرات نہ تھے سوائے حضرت علیؑ (طبری صفحہ ۱۷ اور ۱۰۹) اس آیت کا مصداق سوائے حضرت علیؑ اور کوئی نہ تھا۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ جو منہ سے کہہ وہ کرکے دکھائے۔ علما کو اس کی سب سے زیادہ پابندی کی ضرورت ہے۔

سورۂ تحریم

★ سورۂ تحریم۔آیت 4:

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا ۚ وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰٮهُ وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِيۡرٌ ۴

ترجمہ:

رسول نے کہا مجھے بڑے واقف کار خبر دار خدا نے بنایا (تو اے حفصہ، عائشہ) اگر تم دونوں اس حرکت سے توبہ کرو تو خیر (کیونکہ) تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہیں اگر تم دونوں رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتی رہو گی تو کچھ برا نہیں (کیونکہ) خدااور جبرائیلؑ اور تمام ایمانداروں (ا) میں نیک شخص ان کے مددگار ہیں۔اور ان کے علاوہ کل فرشتے مددگار ہیں۔

حاشیہ:

یہ بھی عتاب کا اتمہ ہے جو حضرت حفصہ، اور حضرت عائشہ پر خدا نے کیا ہے مطلب تو کھلا ہوا ہے اگر تم لوگ رسول کا دل دکھاتی رہو تو کچھ پرواہ نہیں تم لوگ اپنا اپنا راستہ لو۔خود خدا، جبرائیلؑ، علیؑ بلکہ کل فرشتے آپ کی مدد کو موجود ہیں۔ اگرچہ صالح مومنین کے مان لینے میں کچھ اختلاف

ہے مگر بہت سی روایت مذکور ہیں جو علی ابن ابی طالبعلیؑ پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم نے خود حضرت علیؑ سے ابن مردویہ نے اسما بنت عمیس اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ صالح مومنین نے علی ابن ابی طالبؑ مراد ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ سطر ۶ مطبوعہ مصر۔

سورۂ حاقہ

★ سورۂ حاقہ آیت 12 :

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۱۲

ترجمہ:

تاکہ ہم اسے تمہارے لئے یادگار بنائیں اور اسے یاد رکھنے والے کان سن کر یاد رکھیں۔

حاشیہ:

سید بن منصور بن جریر ابن ابنی ابی حاتم اور ابن ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول نے فرمایا میں نے خدا سے عرض کی تھی کہ اپنے کان علیؑ کے بنا اس وجہ سے حضرت علیؑ فرماتے ہیں جو بات میں نے حضرت رسول سے سنی وہ کچھ نہ بھولا اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی ابن مردویہ بن عساکر اور ابن نجاری

نے یزید سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے جناب امیر سے فرمایا مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنے سے قریب کرنے اور دور نہ ہونے دوں۔ اور تم کو تعلیم کروں اور تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اس وقت رسول اللہ نے فرمایا: علیؑ میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے۔ (تفسیر منشور جلد ۶ صفحہ ۲۶ سطر ۱۱ سے ۱۷۔ مطبوعہ مصر)

سورۂ معارج

★ سورۂ معارج آیت 1،3:

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۱ لِّلْكٰفِرِينَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۲ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۳

ترجمہ:

ایک مانگنے والے نے کافروں کے ہو کر رہنے والے عذاب کو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا جو درجہ والے خدا کی طرف سے (ہونے والا) تھا۔

حاشیہ:

جب رسول اللہ ﷺ نے جناب امیرؑ کو غدیر خم میں اپنا خلیفہ نامزد کیا اور یہ خبر اطراف و بلاد میں پھیلی تو حارث بن نعمان نہری مدینہ میں آیا اور اپنے ناقہ کو باندھ کر حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔

آپ اس وقت اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے یہ آتے کے ساتھ بیباکی سے کہنے لگا اے محمدؐ تم نے توحید کو کہا ہم نے مان لیا۔ نماز کو کہا ہم نے پڑھی روزہ کو کہا ہم نے رکھا حج کو کہا ہم نے کیا۔اس پر بھی چین نہ آیا کہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کو ہمارا حاکم بنا دیا یہ تم نے اپنی طرف سے کیا یا خدا کی طرف سے آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم خدا کی طرف سے یہ سن کر حارث پچھلے پاؤں پلٹا اور کہتا ہوا چلا کہ خداوندا اگر یہ سچ کہتے ہیں تو تو آسمان سے ایک پتھر یا کوئی عذاب نازل کر۔ ابھی وہ اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا اک پتھر اس کے سر پر گرا اور اس کے پخانے کے مقام سے نکل گیا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر ثعلبی۔

★ سورۂ معارج۔آیت 22:

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۲۲

ترجمہ:

مگر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

حاشیہ:

عاصمی نے زین المفتی ایک طولانی حدیث جناب امیر سے نقل کی ہے جس کا ایک فقرہ یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے نہ کبھی کفر کیا اور نہ کبھی چیز پر لالچ اور جہاں خدا نے فرمایا کہ انسان بڑا لالچی ہے پھر کچھ لوگوں کو اس سے مستثنیٰ کیا۔ خدا کی قسم ہمارے سوا کوئی دوسرا

مستثنیٰ نہیں ہے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔

سورۂ دہر

★ سورۂ دہر۔ آیات 5تا23

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۵ عَیْنًا
یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ۶ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ
یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۷ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا
وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا
شُكُوْرًا ۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ
شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۱۱ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً
وَّ حَرِیْرًا ۱۲ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا
زَمْهَرِیْرًا ۱۳ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ۱۴ وَ
یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ۱۵
قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ۱۶ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۱۷ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ۱۸ وَ یَطُوْفُ
عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۱۹ وَ
اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ۲۰ عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ
خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

طَهُوۡرًا ۲۱ اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمۡ جَزَآءً وَّ کَانَ سَعۡیُکُمۡ مَّشۡکُوۡرًا ۲۲ اِنَّا
نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِیۡلًا ۲۳

ترجمہ:

بیشک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے۔ اور جہان جائیں گے بہالے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہو گی ڈرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محتاج و یتیم کو اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلے کے خواہش مند ہیں اور نہ شکر گزاری کے ہم کو تو اپنے پروردگار کے۔ اس دن کا ڈر ہے۔ جس سے منہ بن جائیں گے۔ اور چہروں پر ہوائیاں اڑتی ہوں گی۔ تو خدا انھیں اس دن کی تکلیف سے بچائے گا۔ اس کی تازگی اور خوشدلی عطا فرمائے گا۔ اور ان کے صبر ۲ کے بدلے (بہشت کے) باغ اور ریشم کی (پوشاک عطا فرمائے گا) وہ تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔ نہ وہاں آفتاب کی دھوپ لگے گی اور نہ شدت کی سردی اور گھنے درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے۔ اور میوؤں کے گچھے ان کے بہت قریب ہر طرح ان کے اختیار میں اور ان کے سامنے چاندی کے ساغر اور شیشے کے نہایت شفاف گلاس کا دور چل رہا ہو گا اور (شیشے بھی کانچ کے نہیں) چاندے کے جو

ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اور وہاں انھیں ایک ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں زنجیل (کے پانی) کی آمیزش ہو گی۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کے سامنے ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے نوجوان لڑکے چکر لگاتے ہوں گے جب ان کو دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب تم وہاں نگاہ اٹھاؤ گے ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشان سلطنت دیکھو گے۔ ان کے اوپر سبز کریپ اور اطلس کی پوشاک ہو گی اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا پروردگار انہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یہ یقینی تمہارے لئے ہو گا یہ یقینی تمہارے لئے ہو گا تمہاری (کارگزاریوں کے) صلہ میں تمہاری کوشش قابل شکر گزاری ہے۔ ا (اے رسول ہم نے تم پر قرآن کو رفتہ رفتہ کر کے نازل کیا)۔

حاشیہ:

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسنؑ و حسینؑ بیمار ہوئے تو حضرت رسول ﷺ کچھ لوگوں کے ساتھ عیادت کو تشریف لے گئے۔ اور جناب امیر سے فرمایا۔ کہ بہتر ہوتا اگر تم اپنے لڑکوں کی صحت کے واسطے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر، فاطمہ زہراؑ اور فضہ نے تین تین روزے کی نیت کی غرض جب دونوں صاحبزادے رو بہ صحت ہوئے اور نذر پورا ہونے کا وقت آیا تو گھر میں کچھ نہ تھا۔ جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو پسوا کر پانچ روٹیاں پکائیں شام کو کھانا چاہتے تھے کہ ایک سائل

نے دروازے پر آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد میں ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کھانا دو خدا تمہیں جنت کے خوان عطا کرے گا۔ یہ سنتے ہی سب نے اپنے اپنے سامنے کی روٹیاں دے دیں۔ اور فقط پانی پی کر سو رہے۔ اور پھر دوسرے دن بھی روزہ رکھا۔ جناب سیدہ نے پانچ روٹیاں پکائیں اور کھانے بیٹھے کہ ایک یتیم نے آواز دی۔ سب نے اپنی روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی پی کر افطار کیا۔ تیسرے روز پھر افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک قیدی نے آواز دی اور پھر سب حضرات نے اپنی روٹیاں دے دیں چوتھے دن صبح کو جناب امیر نے صاحبزدوں کے ہاتھ پکڑے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رسول کی نظر ان پر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہیں تو فرمایا تم لوگوں کو کس قدر تکلیف کی حالت میں دیکھ رہا ہوں پھر خود اٹھے اور جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ فاطمہؑ کو محراب عبادت میں دیکھا ان کا پیٹ پیٹ سے ملا ہوا ہے اور آنکھیں دھنس گئیں ہیں یہ دکھ کر حضرت کو بہت رنج ہوا۔ فوراً ہی حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے کہا لیجئے یا رسول اللہ ﷺ آپ کو مبارک ہو یہ سورۂ آپ کے اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور سورۂ دہر کی تلاوت فرمائی۔ دیکھو تفصیر کشاف جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۹ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر۔ اس روایت کو بیضوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

آیت ۱۱ سے ۲۲ تک بارہ آیتیں ہیں۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ نعمات جنت آئمہ اثنا عشری کے واسطے ہیں اور آخر کی آیت تو ان حضرت

کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کی بین دلیل ہے کیونکہ جب بندے کی اطاعت اس حد کو پہنچی کہ خدا کی طرف سے اس کا شکریہ ادا کیا جائے تو اس سے بالاتر اور کیا مرتبہ ہو سکتا ہے اسی بنا پر تو امام شافعی عالم وجد میں فرماتے ہیں :

اشعار کا ترجمہ:

"ہیں کہاں تک اور کب تک اس جوان (علیؑ) کی دوستی پر ملامت کیا جاؤں گا تو فاطمہ سی بی بی کسی اور کو بھی ملی ہے اور کیا ھل اتی کسی اور کی شان میں بھی نازل ہوئی ہے۔

سورۂ نباء

★ سورۂ نباء آیات 1 تا 5 :

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ٢ الَّذِیْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ٣ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ٥

ترجمہ:

یہ لوگ آپس میں کس چیز کا حال پوچھتے ہیں ایک بڑی خبر کا حال جس میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ دیکھو انھیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔ پھر انھیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔

حاشیہ:

اس میں بڑا اختلاف ہے کہ (بڑی خبر کیا ہے) نباء عظیم۔ بعض

قیامت ، بعض قرآن، بعض علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کو کہتے ہیں۔ چنانچہ سدی نے حضرت رسول سے روایت کی ہے کہ جس چیز کا لوگوں سے قبر میں سوال کیا جائے گا وہ علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت ہے۔ تو کوئی مردہ شرق و غرب، خشکی و دریا میں ایسا نہ ہو گا جس سے منکر و نکیر مرنے کے بعد علیؑ کی ولایت کا سوال نہ کریں۔ چنانچہ میت سے پوچھیں گے تیرا دین کیا ہے۔اور تیرے نبی کون ہیں اور تیرا امام کون ہیں۔ اسی بنا پر عمر بن عاصی نے جس کو جناب امیر سے خاص عداوت تھی مگر حق زبان پر آہی جاتا ہے۔ حضرت کی شان میں کہا۔ ‘‘ هوالنباء عظيم وفلك نوح وباب الله وﷲ بقطع الخطاب’’ یہی بناء عظیم اور نوح کی کشتی اور خدا کے دروازہ میں اور خطاب متقطھا سے کیا۔

سورۂ مطففین

★ سورۂ مطففین۔آیات 29تا36

اِنَّ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا كَانُوۡا مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَضۡحَكُوۡنَ۲۹ وَ
اِذَا مَرُّوۡا بِهِمۡ يَتَغَامَزُوۡنَ۳۰ وَ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمُ انۡقَلَبُوۡا
فَكِهِيۡنَ۳۱ وَ اِذَا رَاَوۡهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ لَضَآلُّوۡنَ۳۲ وَ مَاۤ اُرۡسِلُوۡا
عَلَيۡهِمۡ حٰفِظِيۡنَ۳۳ فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ يَضۡحَكُوۡنَ۳۴

عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ٣٥ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ، ٣٦

ترجمہ:

بے شک جو گنہگار مومنون سے ہنسی کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو ان پر چشمک کرتے تھے۔ ا اور جب اپنے لڑکے بالوں کی طرف لوٹ کر آتے تو اتراتے ہوئے۔ اور جب (مومنین) کو دیکھتے تو کہہ بیٹھتے تھے۔ کہ یہ تو یقینی گمراہ ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ ان پر کوہ گراں بنا کر بھیجے نہیں گئے تھے۔ تو آج (قامت میں) ایماندار لوگ کافروں سے ہنسی کریں گے۔ اور تختوں پر بیٹھے نظارہ کریں گے۔ کہ اب تو کافروں کو ان کے کئے کا پورا پورا بدلا مل گیا۔

حاشیہ:

علامہ زمحشری نے تفسیر کشاف ہیں لکھا ہے کہ ایک حضرت علیؑ مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے سے ہو کر گزرے تو ان میں سے جو لوگ منافق تھے مسخراپن، ہنسی اور چشمک کرنے لگے۔ پھر جب ہم جنسوں کے پاس پہنچے تو کہنے لگے۔ اجی سنا آج ہمارے سامنے سے اضع (جس کے سر پر آگے بال نہ ہوں) یعنی حضرت امیرؑ گزرے۔ یہ کہہ کر خوب ہنسے اسی وقت قبل اس کے کہ حضرت علیؑ رسول کے پاس پہنچیں منافقین کی مذمت میں اور جناب امیر کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ مطبوعہ مصر۔

سورۂ ضحیٰ

★ سورۂ ضحیٰ۔آیت 5:

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ؕ

ترجمہ:

تمہارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

حاشیہ:

عسکری نے مواعظ میں اور ابن مردویہ اور ابن لال اور ابن النجار نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول جناب فاطمہؑ کے گھر آئے تو دیکھا وہ چکی چلا رہی ہیں اور ان کے بدن پر اونٹ کے جھول کی ایک چادر ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اے فاطمہؑ آخرت کی نعمتوں کے واسطے دنیا کی تلخی چکھو اور جلد کرو اسی وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۳۶۱۔ سطر ۳۱ مطبوعہ مصر)

سورۂ انشراح

★ سورۂ انشراح۔آیات 8،7:

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۠ ۸

ترجمہ:

اب جبکہ تم (تبلیغ کے اکثر کاموں سے) فارغ ہو چکے تو (اپنا جانشین) مقرر کر دو اور بارگاہ احدیت میں (حاضر ہونے کی طرف) راغب ہو جاؤ۔

سورۂ بینہ

★ سورۂ بینہ۔آیات 8،7:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ، جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۸

ترجمہ:

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے سہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ابدالاباد ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش یہ (جزا) خاص اس شخص کی ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

حاشیہ:

ابن عساکر نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضرت رسول کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیرؑ سامنے سے نمودار ہوئے حضرت رسول نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ یقینی قیامت کے دن فائز المرام ہوں گے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اس دن سے جب اصحاب حضرت علیؑ کو آتے دیکھتے ہیں تو کہتے "خیر البریته" آیا۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹، مطبوعہ مصر۔

سورۂ عصر

★ سورۂ عصر آیت 3:

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ٪۳

ترجمہ:

نماز عصر کی قسم بیشک انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان

لائے اور اچھے کام کرتے رہے۔ اور آپس میں حق کا حکم اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس سورۂ میں انسان سے مراد ابو جہل ہے۔ اور الذین آمنوا سے مراد حضرت علیؑ و مسلمان مراد ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶، صفحہ ۳۹۲۔ سطر ۱۸ مطبوعہ مصر۔

سورۂ کوثر

★ سورۂ کوثر۔ آیات 1 :

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ‏ ۱

ترجمہ:

(اے رسول) ہم نے تم کو کوثر عطا کیا تو تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔ بے شک تمہارا دشمن بے اولاد رہے گا۔

حاشیہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے جناب امیرؑ سے فرمایا: اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیر و سیراب نورانی صورت ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاسے زرد

رو د بان سے نکالے جائیں گے۔ دیکھو۔ صواعق محرقہ۔

کوثر کے معنی غیر کثیر کے بھی ہیں اور چونکہ کفار مکہ حضرت رسول کے بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے طعنہ دیا کرتے تھے۔ اور حضرت کو رنج ہوتا تھا۔ اس کے جواب اور حضرت کی تشفی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم کو اکثریت سے اولاد عطا کی یہی وجہ ہے کہ اب شاید کوئی مقام ایسا نہ ہو جہاں آپ کی اولاد یعنی سادات موجود نہ ہوں۔ اسی وجہ سے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور علماء اہلسنت نے بھی بکثرت نقل کیا ہے کہ خدا نے ہر نبی کی اولاد اس کے صلب میں قرار دی اور میری اولاد علیؑ کی صلب میں دیکھو شرح مسلم۔ طراحین۔